اُردو زبان کی تاریخ

برای افادہ شایقین و طالب علمان مدارس پنجاب وغیرہ

مؤلفہ

بابو چرنجی لال صاحب دہلوی

مالک و منیجر مطبع فخر ہند - فیض بازار - دہلی -

ماہ ستمبر ۱۸۸۳ء

مطبع رضوی دہلی میں سید میر حسن

مالک مطبع کے اہتمام سے چھپی

قیمت مع محصول فی جلد   ...اول - ..۵ جلد

فہرست مطالب

سبب تالیف

چونکہ زبان کی تاریخ بھی زباندانی کے لوازمات مین سے ایک بڑا لازمہ ہے اور ابتک ہماری زبان مین ہماری زبان کی کوئی ایسی تاریخ نہ تھی جسمین عموماً زبان کی اصلیت اور خصوصاً اُردُو زبان کی پیدایش سے حال کی ترقی تک کا حال درجہ بدرجہ مفصل طور سے درج ہو اس لئے اس ضرورت کے رفع کرنیکا ڈھنگ اس کتاب موسومہ اُردُو زبان کی تاریخ مین دکھایا گیا ہے تاکہ اور لایق اور قابل آدمی اس کمی کو پورا کرین اور جو غلطی یا بے ترتیبی اسمین پائین بنظر اصلاح غور کرکے مطلع فرمائیں اس تاریخ کی تالیف و تکمیل مین علاوہ اپنی واقفیت اور دوسری کے کتب مفصلہ ذیل سے جنکے مصنفون کا مولف بہت شکر گزار ہے مدد لی گئی ہے پیلز فلولوجی بیمز انڈین فلولوجی۔ کیلوگز ہندی گریمر۔ ہورنلینز پوربی گریمر بٹیس ہندی ڈکشنیری۔ فیلن ہندوستانی انگریزی ڈکشنری۔ مونیر ولیم سنسکرت انگریزی ڈکشنیری۔ آب حیات مؤلفہ مولوی محمد حسین صاحب آزاد

مقام درگاہ نظام الدین اولیا دہلی

بندہ چرنجی لال

۵ مئی ۱۸۹۴ع

زبان کی اصلیت

(۱) اول خیال ہے یا کلام ؟ گو یہہ سوال مشکل ہے مگر ایسا نہیں ہے کہ اسکا جواب آسانی سے معقول نہ دیا جاسکے + چیزوں کے دیکھنے یا اُنکے ناموں کے [illegible]ے جی میں اُس چیز کا خیال پیدا ہوتا ہے پس چیز کا لفظی لباس یا کلام ہی [illegible]ث خیال ہے + خیالات کے اظہار کرنے کا ذریعہ صرف کلام ہی نہیں ہے [illegible] اشارے بھی ہیں جن سے مادر زاد گونگے بہرے اپنا کام نکالتے ہیں چنانچہ [illegible]ے کلام میں گونگا اپنی ایک آنکھ بند کرکے کانڑے آدمی کا اظہار کرتا ہے۔ انگلیوں کا گول سا چھلا بنا کر ناک پر رکھنے سے عورت مراد رکھتا ہے۔ ہاتھہ کو چوڑا کر ماتھے کے آگے پھیلانے سے گونگوں کی مراد انگریزی ٹوپی ہے اور وہ ٹوپی صاحب لوگوں کے اظہار کرنیکی نشانی مقرر ہے الغرض اسی طرح [illegible] اپنا مطلب موٹے سے موٹا اور باریک سے باریک انہیں اشاروں اور کنایوں کے ذریعہ سے گونگے لوگ باہم گونگوں اور اچھوں دونوں کو سمجھاتے ہیں۔ اسکے سوا کچھہ اشارے ایسے بھی ہیں جو عموماً سب آدمی برتتے ہیں مثلاً اقرار یا ہاں کے واسطے سر کو چھاتی کی طرف بار بار جھکاتے ہیں انکار کے

لئے سر کو دائیں یا بائیں ہلاتے ہیں۔ کسی آدمی کے بلانے کے واسطے ہاتھ کی انگلیوں کو اپنی طرف جُھکا کر حرکت دیتے ہیں۔ آنے سے منع کرنے کے لئے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے کی طرف ہلاتے ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے عام اشارے ہیں + جو لوگ غیر ملک میں جاتے ہیں اور وہاں کی زبان سے واقفیت نہیں رکھتے تو وہاں وہ اپنا مطلب اُس چیز پر جو اُنہیں درکار ہوتی ہے اُنگلی رکھکر نکالتے ہیں۔ بچہ ہمیشہ اَیں اَیں یا مُم مُم ہی سے اپنی ساری حاجت رفع کرتا ہے۔

(۲) خیالات ظاہر کرنیکا تیسرا ذریعہ تصویر ہے جو فاصلہ پر مطلب ظاہر کرنیکے واسطے جہاں کلام (آواز) یا اشارے کام نہیں کرسکتے اختیار کیا گیا ہے۔ جب کسی آدمی سے کوئی چیز منگایا کرتے تھے تو اُس چیز کی تصویر اُس آدمی کے پاس بھیجدیا کرتے تھے اور لکھنے کی ابتدا اسی طرح شروع ہوئی ہے اِس سے ثابت ہے کہ اَلِف بے تے کے تمام حروف بھی مختلف چیزوں کی تصویریں ہیں اور اب وہ تصویریں مقدار میں بہت چھوٹی ہو کر بجائے خود ایک ایک مفرد آواز کے قایم ہو گئے ہیں اور اُن میں سے پہلے مسمے کی سمجھانے کی قوت بالکل جاتی رہی ہے + پس ثابت ہوا کہ کلام۔ اشارات اور علامات اصل میں انسان کے خیالات ظاہر کرنیکے آلات یعنی ذریعہ ہیں اور انہیں طریقوں سے انسان باہم ایک دوسرے سے اپنا مطلب ادا کرتا ہے + کلام نے اور طریقوں پر اپنے سہل ہونے کے سبب بہت زیادہ غلبہ پایا ہے ورنہ یہہ سب طریقے یکساں انسانی خیالات ظاہر کرنیکے صرف ذریعہ ہیں۔

(۳) کلام کیا ہے جو سلسلہ آوازوں کے ذریعہ سے جو خیالات کا

اظہار ہوتا ہے اُسکا نام کلام ہے اور وہ آوازیں ہوا کے بہاؤ سے پیدا ہوتی ہیں جو ہوا نلی (حلقوم) کے سرپر سے گزرتا ہے اور بولنے والے اعضاؤں (تالو۔ زبان ۔ دانت۔ ہونٹ) کے ذریعہ سے مختلف حالتوں میں بدل جاتا ہے۔ ہوا کا یہہ بہاؤ کلام کے واسطے ایک مصالح ہے لیکن یہہ مصالح ہمیشہ یکساں نہیں ہے جبکہ ہوا نلی کا سوراخ پورا پورا کھل جاتا ہے تو صرف سانس ہی اُس سے نکلتا ہے اور جب ہوا نلی کا سوراخ کچھہ بند ہو جاتا ہے تو اُس میں سے آواز نکلتی ہے۔ پس کلام کے واسطے سانس اور آواز دونو مصالح ہیں

(۴) کلام ہی ایک بڑا آلہ ہے جسکے ذریعہ سے انسان اپنے ہم جنسوں سے اپنا مطلب ظاہر کرتا ہے اور یہہ بات عام مشہور ہے کہ انسان اور حیوان میں کلام یعنی نطق ہی کے سبب تمیز کی جاتی ہے ورنہ بعض جانور بھی با معنی آواز بول سکتے ہیں جیسے توتا۔ مینا کہ یہہ رام رام۔ ست گرو دت۔ حق اللہ پاک ذات اللہ وغیرہ فقرات سکھانے سے ادا کر سکتے ہیں مگر آپس میں ایک دوسرے سے ایسی آوازوں کے ساتھہ بولتے ہیں جنکو اُسی طرح سے ہم نہیں سمجھ سکتے جس طرح وہ ہماری آوازیں نہیں سمجھ سکتے +

(۵) اب ایک قدیم متنازعہ فیہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ” زبان کی اصل کیا ہے ؟ “ شاید اسکا یہہ جواب دیا جائے کہ زبان خدا کے ہاں سے انسان پر نازل ہوئی ہے تو یہہ جواب دینا ایک بڑی آسان اور سادی بات ہے۔ ہمکو اسکے ماننے میں کسی طرح کی روک نہیں ہے کہ انسان پر زبان اسی طرح اُتری ہو۔ لیکن جہاں تک ہم دریافت کر سکتے ہیں یہہ نہیں معلوم ہوتا

کہ یہہ امر خدا کی دُنیوی حکومت کے اصُولوں کے موافق ہو کہ انسان پر وہ چیز نازل کیجائے جسکے پیدا کرنیکے وہ خود لایق ہے۔

(۶) اس بات کی کوشش کرنی بیفائدہ ہے کہ اول ہی اول انسان نے دنیا پر آکر کونسی زبان بولی۔ جو کچھہ آج تک وحشی آدمیوں میں زبان کے باب میں ہو رہا ہے اُس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ خاص خاص زبانیں کس طرح پیدا ہوتی ہیں + کہتے ہیں کہ **شمالی امریکہ** میں **انڈین زبان** ایک پشت سے زیادہ نہیں قایم رہتی ہے۔ الفاظ میں ایسی جلدی بدل ہوتا ہے کہ **انجیل** کا ترجمہ اُنکی اولاد جنکے واسطے وہ کیا جاتا ہے بالکل نہیں سمجھ سکتی + یہہ بدل **ہندوستان** میں ایسی جلدی نہیں ہوتا ہے گو ایک زبان دوسری زبان سے پیدا ہوتی رہتی ہے جیسے **سنسکرت** سے **پراکرت** پیدا ہوئی۔ اور **پراکرت** سے **بھاکا**۔ اور **بھاکا** یا **ہندی** سے **عربی فارسی** الفاظ کے میل کے ساتھہ **اُردو** پیدا ہوئی اور یہہ تمام ایک زبان سے دوسری زبان کا پیدا ہونا دو ہزار برس کے عرصہ میں ہوا کیونکہ راجہ **بکرماجیت** کے زمانہ میں جو **حضرت عیسی** سے ۵۶ برس پہلے تخت نشین ہوا ہے **سنسکرت** درباری زبان تھی اور **پراکرت** بازاری + مگر اس میں شک نہیں کہ کچھ مصالح پہلے سے جمع ہو جاتا ہے جس سے یہہ تغیر تبدل پیدا ہوتا ہے اور زبان بن جاتی ہے۔

(۷) اس بات کی کوئی تاریخ نہیں بتائی جاسکتی کہ انسان نے کب سے اور کسطرح بامعنی آوازوں کو بولنا شروع کیا۔ انسان نے اول ہی

اول صرف اشاروں کے ذریعہ سے مطلب سمجھنا شروع کیا ہو۔ رفتہ رفتہ آوازوں کے ذریعہ سے اپنا مطلب ادا کرنا سیکھا ہو اور اُن آوازوں کے پیدا کرنی کی اسمیں ہمیشہ سے قابلیت تھی +

(۸) فرض کرو کہ ایک آواز جو کسی آدمی نے ایک مفرد اثر ظاہر کرنے کے واسطے جو اُسکے دلپیر باہر ہی کسی چیز کے سبب ہوا ہے اختیار کی تو وہ آواز اُس آدمی کی اُس چیز کے ساتھ ایک مستقل نسبت کرا دیتی ہے اور اُس کی طرف سے اُس چیز کا ایک ٹھیک نام ہو جاتی ہے۔ لیکن غالباً یہہ بات نہیں ہے کہ اور آدمی بھی اُس چیز کا یہی نام اختیار کریں گو اُس آدمی کے خاندان میں اُس چیز کا وہی نام جاری ہو جائے اِس طرح سے ایک ہی چیز کے بہتیرے مختلف نام ایک ہی گروہ میں قایم ہو سکتے ہیں۔ گو کسی سبب سے خواہ آواز کی آسانی خواہ خیال کی خوبی۔ خواہ اصلی یا فرضی نسبت کے سبب اُنمیں سے کوئی سا نام جاری ہو جائے اور باقی کے سب نام متروک ہو جائیں + جب تک آدمی وحشی حالت میں رہیں گے غالباً اسطرح کے الفاظ قایم نہ رہ سکیں گے اور ہر ایک خاندان اپنے لیئے کچھ ایسی اصطلاحیں بناویگا جو وہ خود ہی سمجھ سکے اور ایک یا دو پشت کے بعد وہ زبان بالکل بدلنے کے قابل معلوم ہو گی لیکن اگر ذرا سی بھی شایستگی کی ترقی ہو جائیگی تو زبان کے کسی نہ کسی حصہ کو ایک بڑا استقلال ہو جائیگا + اس طرح سے خاص آوازیں خاص خیالوں سے ایک تعلق پیدا کر کے نام بنتے ہیں۔ بعض وقت یہی نام ایک اور ملتے ہوئے خیال کا رکھ دیتے

ہیں اسطرح سے ڈھیر سارے الفاظ پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۹) اس سے ثابت ہوا کہ زبان انسانی کارستانی ہے اور آدمی کے دل اور بولنے والے اعضاؤں کا نتیجہ ہے جیسے بُت یا تصویر آدمی کے دل اور ہاتھوں کا نتیجہ ہے لیکن زباں کی ساخت اور تصویر میں پھر بہت سا فرق ہے۔ تصویر صرف ایک آدمی کی کارستانی ہے اور زبان میں بہت سے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ٹھیک بیان کیا جائے تو ایک لفظ بھی صرف ایک آدمی کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ اگرچہ ہم بعض لفظ بنا کر استعمال کرسکتے ہیں لیکن اُنکو ہم ہی سمجھیں گے اور کوئی نہیں سمجھے گا مثلاً آدمی کے لفظ کی جگہ بو بو بولیں تو اِس کو ہمارے سوا اور کوئی نہیں سمجھ گا اور نہ کوئی اِسے برتے گا۔ عالم لوگ جو علمی اصطلاحیں اپنی طرف سے مقرر کرلیتے ہیں وہ تھوڑے ہی دن قایم رہتے ہیں۔ جو اصطلاحیں پہلے مقررہ الفاظ میں سے مقرر کی جاتی ہیں وہ اُنکی نسبت زیادہ دیرپا ہوتی ہیں۔

زبان کی ابتدای حالت

(۱۰) ہر ملک یا اُسکے حصّہ میں جب تک اُسکے باشندے شایستہ نہیں ہوتے اور اُنکی زبان احاطہ تحریر میں نہیں آتی بہت ہی تھوڑی ضرورتیں اور اُسی قدر اُنکے اظہار کرنیکا ذریعہ یعنے الفاظ اُنکی زبان میں ہوتے ہیں۔ جوں جوں وہانکے لوگ شایستہ ہوتے جاتے ہیں اور غیر قوموں سے میل جول پیدا کرتے جاتے ہیں اُنکی خواہشیں اور حاجتیں

بڑھتی جاتی ہیں اور خواہشوں کے موافق اُنکے اظہار کرنیکا ذریعہ یعنی الفاظ زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور الفاظ کے بننے کی یہہ صورت ہے کہ جس نئی خواہش یا چیز کی شکل یا اُسکا اِستعمال پہلی کسی چیز سے ملتا ہوا ہوتا ہے تو وہ ہی نام جو پہلی چیز کا تھا دوسری چیز کا بھی ہو جاتا ہے۔ یا جو شخص اُس چیز کو اول لایا یا جسنے پہلے اُسکو ایجاد کیا اُسیکے نام پر اُس چیز کا نام رکھا جاتا ہے چنانچہ دیہاتوں میں حاجتوں کی قلّت اور شایستگی کی کمی کے باعث ایک آدمی کئی پیشے کرتا ہے اور ایک مکان کئی کام دیتا ہے اور ایسا ہی پہاڑوں میں کئی مرد ایک عورت سے بیاہ کر لیتے ہیں گاؤں میں جہاں گائے۔ بھینس۔ بکریاں۔ بیل۔ گھوڑے وغیرہ تمام جانور بندھتے ہیں اُسکو گیٹ۔ یا نوہرا۔ یا کھرک کہتے ہیں+ قصبوں اور شہروں میں جہاں شایستگی اور آبادی زیادہ ہوتی ہے اور خواہشیں بھی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہیں اکثر ایک آدمی ایک ہی پیشہ کرتا ہے اور ایک ہی مکان ایک ہی کام کے واسطے خاص ہوتا ہے۔ ایک عورت صرف ایک ہی مرد سے شادی کرتی ہے+ جہاں گھوڑا بندھتا ہے اُسکو گھڑسال یا اصطبل کہتے ہیں۔ گائے کے مکان کو گئوسالہ۔ بکریوں وغیرہ کی جگہ کو کھڑک۔ ہاتھی اور اُونٹ کی جگہ کو ہاتھی پول اور شتر خانہ۔ علی ہذا ہر ایک حاجت اور چیز کا نام الگ الگ ہے+ یہاں ہر روز بہتیری نئی چیزیں بنتی اور نکلتی رہتی ہیں۔ بیسیوں چیزیں پُرانی چال کی برتاؤ میں سے کم ہوتی رہتی ہیں۔ سینکڑوں نئی چیزیں اور مقاموں کی برتاؤں میں داخل

ہوتی رہتی ہیں بہتیری رسمیں نکلتی یا بدلتی رہتی ہیں پس یہی ترقی۔ ایجاد۔ اور اصلاح اصل میں زبان کی ترقی ہے + سچ پوچھو تو شہر اور قصبے ہی زبان کے واسطے ٹکسال ہیں کیونکہ یہیں ہزاروں الفاظ اور اصطلاحیں رات دن ٹکسال چڑھتی ہیں اور یہیں سے اور جگہہ پھیلتی ہیں +

(۱۱) زبان کے بچپن میں ہر لفظ کئی جزو کلام میں آتا ہے جسطرح زبان پختگی کو پہنچتی جاتی ہے اسی طرح ہر جزو کلام کے واسطے نیا لفظ بنتا چلا جاتا ہے چنانچہ سنتھالی میں جہاں ابھی زبان اپنی ابتدائی حالت میں ہے لفظ گساؤ رگڑا اسم۔ اور رگڑتا فعل دونو جزو کلام میں برتا جاتا ہے اسی طرح سنتھالی بیڑا = ہندی۔ ناتہ اور ناتہ دار دونو کے۔ سنتھالی سیبیا = ہندی سڑا اور سڑانا کے۔ سنتھالی مو = ہندی سوجن اور سوجنا دونو کے۔ اسکے سوا کچھ الفاظ پختہ اور کامل زبانوں میں بھی پائے جاتے ہیں جو کئی جزو کلام میں آتے ہیں جیسے ہندی سوہنی = (۱) خوبصورت (اسم صفت)۔ (۲) بھاڑو (اسم)

ہندی ہنسنا = (۱) فعل ہے (۲) اسم صفت جیسے ہنسنا مزاج

اردو۔ زور = (۱) طاقت (اسم) (۲) بہت (اسم صفت) جیسے گاجریں زور مزیدار ہیں

اردو روز = (۱) دن (اسم)۔ (۲) ہر روز (متعلق فعل) مثلاً تمھیں تو روز یہی رہتا انگریزی کا common صفت۔ اسم فعل اور حرف چاروں جزو کلام میں آتا ہے

انگریزی کا Up = (۱) اوپر (متعلق فعل)۔ (۲) اونچائی (اسم)۔ (۳) تک (حرف ربط)۔ (۴) اٹھو یا جاگو یا وندا و مذبہ +

گرمیر والوں نے اسم اور اسم مصادر میں فرق نکالا ہے ورنہ جو زبانیں ابھی تک نہیں لکھی گئی ہیں اُنمیں اسم اور اسم مصدر دونو کے واسطے ایک ہی لفظ پایا جاتا ہے جیسے سنتھالی ہندی میں سکٹ اسم اور سکنا اسم مصدر دونو کے واسطے لفظ داڑے بولتے ہیں۔

زبان کی ترقی کے اسباب اور اُسکے بڑے اجزا

(۱۲) زبان کی ترقی ملک اور اہل ملک کی ترقی کے ساتھ ہے اور ملک کی ترقی امن پر منحصر ہے جس ملک میں امن و امان مدّت تک رہتا ہے اُسمیں ہر طرح کی ترقی ہوتی ہے۔ باشندوں کی حاجتیں بڑھ جاتی ہیں۔ عیش و عشرت کے سامان ترقی پکڑ جاتی ہیں۔ مختلف ملکوں کے باشندوں اور پیداوار کی آمد و رفت کے سبب ہزاروں نئے الفاظ ملک میں داخل ہو جاتے ہیں چنانچہ اُردو زبان کی ترقی کے اسباب مثالاً بیان کئے جاتے ہیں۔

(ا) گھریلو یا خانگی الفاظ کے ایجاد یا ترقی کا باعث عورتیں ہوتی ہیں کیونکہ یہہ گھروں میں بیٹھی بیٹھی وہ چھوٹے چھوٹے پر معنی الفاظ تراشتی اور اصطلاحیں بناتی اور نکالتی ہیں کہ جن میں اُنھیں کی سی نزاکت پائی جاتی ہے چونکہ ہندوستان کی عورتوں میں وہم اور خوف زیادہ ہوتا ہے اس سبب سے وہ بہت سی چیزوں اور حرکتوں کا نام سوا اُسکے اصلی نام کے اور نام رکھدیتی ہیں اور اپنے رکھّے ہوئے ناموں سے اُنھیں خطاب کرتی ہیں جیسے ہیضہ کو نِناداں۔ بھونچال کو امن چین۔ دق کو بڑی بیماری۔ دھوبن کو اُجلی بٹی کو بڑمونہی پریوں اور پسیلوں کو اوپر والیاں۔ جھاڑو

ستھری۔ حکیم کو چھیرے والا۔ سانپ کو رسّی چونٹک کو کیڑی۔ حلال خوری
کو باہر والی۔ چاند کو اُوپر والا۔ منحوس کو سبز قدم نہ ہونے کو برکت ہے یا بہت
ہے یا بہت ہی بہت ہے۔ حمل سے ہونے کو پاؤں بھاری ہونا۔
کچھ نام سنگ کی سہیلیوں اور لونڈیوں کے اُنکی عادات اور افعال کے
لحاظ سے بھی رکھدیتی ہیں جیسے بات بات پر رونے والی کو نین مُتّنی۔
گھڑی گھڑی ہنسنے والی کو کھلّو باولی۔ کم بولنے والی کو انبو لارانی۔

(ب) روزمرہ کے برتاؤ یا معاملات کے الفاظ کی ترقی کا سبب پیشے والے
لوگ ہیں اور اُنکی یہہ صورت ہے کہ ہر پیشہ والے کا اسباب۔ آلات۔ برتاؤ۔
لین دین ایک دوسرے سے الگ الگ ہے اِسی سبب سے اُنکے نام
بھی جُدا جُدا ہیں اور جو چیزیں ایک پیشہ کی دوسرے پیشہ سے ملتی ہوئی ہیں
اُنکے نام یکساں ہیں۔ پیشے والوں کے وہ الفاظ اور اصطلاحیں جنکے
معنی لغوی کے سوا اصطلاحی اور مقرر ہوگئے ہیں اور وہ سب لوگوں
نے بطور محاورے کے اختیار کرلئے ہیں اُنمیں سے چند مثالاً بیان کئے
جاتے ہیں جیسے تولنے والے دوکانداروں کی اصطلاح ہے ڈنڈی
مارنا = (۱) کم تولنا (۲) مذاقاً ڈنڈی گھسیڑ دینا + پاسنگ = (۱) کچھ
وزن جو ایک پلڑے کی نسبت دوسرے میں زیادہ ہوتا ہے (۲) کسی قدر
مقدار یا کچھ نسبت جیسے یہہ اُسکے پاسنگ بھی نہیں یعنی یہہ اُس سے
کچھ نسبت نہیں رکھتا ہے۔
پنواڑیوں کی اصطلاح چُونا لگانا = (۱) پان پر چونا لگانا (۲) چرکا دینا۔

جاہت ساریح الفلفلز تلکی زرلائی کھانا = (۱) دودھ پر سے ملائی اُتار کر کھانا۔

(۲) عمدہ اور چوٹی کی چیز کھالینا۔

درزیوں کی اصطلاح ہے کتر بیونت کرنا = (۱) کپڑے کو کترنا اور چھانٹنا (۲) فریب یا دھوکا دینا۔

نائیوں کی اصطلاح (۱) حجامت کرنا یا مونڈنا = (۱) حجامت بنانا (۲) کسی کا کچھ مال متاع فریب سے لے لینا

(۲) ناخن لینا یا عقل کے ناخن لینا = (۱) ناخن کتروانا (۲) آدمی بنّا اور ہوش میں آنا۔

(ج) علمی اصطلاحیں اور علم ادب کے الفاظ عالم اور شاعر لوگ بناتے اور تراشتے ہیں اِنکے سبب سے بھی بہتیرے نئے لفظ زبان میں زیادہ ہو جاتے ہیں بیس برس پہلے اُردو زبان میں علوم و فنون کی چند ہی کتابیں تھیں اب روز بروز علوم و فنون کا ترجمہ اُردو میں ہوتا جاتا ہے اور ہر علم کی اصطلاحیں مقرر ہوتی جاتی ہیں چنانچہ علم ہندسہ کی یہہ اصطلاحیں ہیں ء خط۔ نقطہ۔ ضلع۔ زاویہ۔ مثلث۔ مربع۔ مسدس مخمس۔ زاویہ راس وغیرہ مخمس۔ زاویہ راس وغیرہ۔

علم ریاضی کی یہہ اصطلاحیں ہیں جمع۔ تفریق۔ ضرب۔ تقسیم۔ اربعہ۔ ستّہ ۔ جذر۔ حلع کسر۔ کسور عام۔ کسور اعشاریہ۔ مساوات۔ رقم۔ پیما

رقبہ۔ وغیرہ دار۔ تھانہ داری۔

علم جغرافیہ کی یہہ اصطلاحیں اس خاکنائے۔ آبنائے۔ وبیچا کھیت۔ پوتہ۔

بحث بحیرہ ۔ وغیرہ ۔

علم طبعی کی یہہ اصطلاحیں تداخل ۔ العاد ثلاثہ ۔ بخارات ۔ حرکت ۔ حرکت تمام
حرکت روزانہ وغیرہ ۔

علم انجنیری کی یہہ اصطلاحیں ہیں انجن ۔ چرخی ۔ فانہ ۔ ڈرمچ ۔ میٹ ۔ سلامی ۔
پنسال ۔ رجبہا ۔ مثانہ ۔ روڑی ۔ کنکر ۔ بجری ۔ وغیرہ

علم عروض کی یہہ اصطلاحیں ہیں قافیہ ۔ ردیف ۔ مصرع ۔ شعر ۔ فرد ۔ بیت ۔ رباعی قطعہ وغیرہ
اسی طرح اور بہت سے علوم ہیں جنکی اصطلاحیں ہماری اُردو زبان میں داخل
ہو گئی ہیں ۔ ہماری نظم کو ولی ۔ سودا ۔ انشا ۔ میر تقی ۔ آتش ۔ ناسخ ۔ ظفر ۔ نظیر
میر حسن ۔ غالب ۔ ذوق وغیرہ شاعروں کے سبب بڑی ترقی ہوئی ہے ۔
اِن لوگوں نے بہت سی فارسی کی اصطلاحیں اپنی نظم میں باندھکر اردو میں
رائج کر دی ہیں ۔

(د) بادشاہ ۔ راجہ یا والی ملک زبان کی ترقی کے بڑے اسباب
ہیں کیونکہ مالک مُلک ہونے کے سبب بیسیوں محکمے اور کارخانے اِنکے تابع
ہیں ۔ کچہری اور دربار جو سارے ملک پر بہت بڑا اثر کرنیوالا محکمہ ہے اُسکے
یہہ حاکم ہیں اور ہر محکمہ ۔ کارخانہ اور کچہری کی اصطلاحیں جُدا جُدا ہیں پس
[illegible]ب ہزاروں لفظ مُلک میں پھیلتے ہیں اور اَدنے اَدنے زمیندار تک
[illegible] اِنکے سوا پولس اور فوج کا بھی وہ محکمہ ہے کہ جسکی بدولت
[illegible] الفاظ روزمرّہ کی گفتگو میں داخل ہو جاتے ہیں ۔ فوج کی
[illegible]ی ہی بادشاہ گُل کی زبان میں ہوتی ہے اُنہیں سے

جاہیت ساری الفاظ ملکی زبان کی رنگت پکڑ لیتے ہیں۔ ہندؤں کے زمانہ میں فوج کی قواعد ہندی میں تھی۔ مسلمانوں کے عہد میں فارسی میں۔ اب انگریزوں کے عہد میں انگریزی میں ہے اِسپر بھی انگریزی کے بیسیوں الفاظ پر ملکی زبان کا اثر ہو گیا ہے اور ہندی اُردو کے سے معلوم ہونے لگے ہیں جیسے انگریزی Recruit = اُردو۔ رنگروٹ انگریزی Who is come here = اُردو۔ ٹکمذر۔ اِنکے سوا اور بہت سے الفاظ انگریزی سے بگڑ کر اُردو میں داخل ہو گئے ہیں۔ جیسے کپتان۔ کرنیل۔ لفٹنٹ۔ کمانیر۔ کمان۔ پلٹن۔ کارتوس۔ میگزین۔ رفل۔ کرچ وغیرہ۔

کچہری کی انگریزی اصطلاحیں۔ ڈپٹی۔ لاٹھ۔ اسٹام۔ کوٹ۔ کوٹ فیس۔ لوٹ۔ اپیلانٹ۔ رسپاڈنٹ۔ ہائی کوٹ۔ کمیٹی۔ ثمن۔ جج۔ وغیرہ۔

کچہری کی عربی فارسی اصطلاحیں۔ عرضی۔ عرضی دعوی۔ جواب دعوی۔ راضی نامہ۔ فیصلہ۔ مقدمہ۔ حکم۔ حکم نقل۔ وکیل۔ گواہ۔ عرضی نویس۔ اطلاع۔ قرقی۔ طلبانہ۔ عذر دعوی۔ غدر داری۔ منصف۔ منصفی۔ دیوانی۔ فوجداری۔ محکمہ۔ عدالت حاکم۔ محکمہ خفیفہ۔ عدالت العالیہ۔ دیوان۔ داروغہ۔ تحصیل۔ تحصیلدار۔ تحصیلداری۔ شجرہ۔ کشتوار۔ پیمایش۔ جمع۔ جمعدار۔ قسط۔ فوطہ دار۔ سوار۔ سپاہی۔ پیادہ۔ محرر۔ منشی۔ فوج۔ سر دفتر۔ ضلع۔ قسمت۔ وغیرہ۔

کچہری کی اُردو اصطلاحیں۔ نتھی۔ چپراسی۔ تھانہ۔ تھانہ دار۔ تھانہ داری۔ کچہری۔ [illegible]۔ پٹواری۔ کھیوٹ۔ کھتونی۔ کھسرہ۔ سرجی۔ کھیت۔ پوتہ۔

(فوطہ) - برقنداز - مذکوری - سیاہ نویس - چوکی - چوکیداری - جمعداری - چُنگی - پڑاؤ - گڈھ کپتانی - چھاؤنی وغیرہ -

دیگر محکموں اور کارخانوں کی اصطلاحیں - نہر - رجبہا - ضلعدار - پٹڑی - سررشتی - سڑک - پنسال - پُل - پُلیا - انجن - ریل - ریلگاڑی - ریل کی سڑک - اسٹیشن - سٹیشن ماسٹر - ریل گھر - تار - تاربرقی - خبر - تارگھر - خبررسان + خبر نویس - چٹھی - چٹھی نویس - چٹھی رساں + ڈاک - ڈاکخانہ - ڈاک گھر - ڈاک منشی - پوسٹ ماسٹر - ڈاکیہ - ڈاک گاڑی + اخبار - اخبار نویس - مہتمم اخبار - مطبع - چھاپہ - چھاپہ خانہ - کاپی - فرما - کاپی نویس - پروف - چھاپنا - چھپائی - چھپیّا - کلیا - استریا - گزٹ - اشتہار - نوٹس - + جیل - جیل خانہ - قید خانہ - قید - قیدی - داروغہ جیل خانہ - پاگل - پاگل خانہ + ڈاکٹر - ڈاکٹر خانہ - ڈاکٹری - شفا خانہ - کمپوڈر - اسپتال وغیرہ

متفرق الفاظ - گھڑ دوڑ - جھاڑن - دبونی - گھنٹہ - گھنٹہ گھر - کوٹھی - سردار - بہرہ - بوٹ - کوٹ - پتلون - واسکٹ - جاکٹ - ہوٹل - خانساماں - سردار - مشعلچی - (انگریزوں کی اصطلاح میں برتن مانجھنے والے کو کہتے ہیں) - مُخلص (انگریزی نوکروں کی اصطلاح میں گوارے صاحب بہادر کو کہتے ہیں) نیلام وغیرہ

(س) امیر اُمرا - انکے سبب سینکڑوں نئی چیزیں عیش کی ملک میں بنتی ہیں اور ہزاروں نئی چیزیں باہر سے ملک میں آتی ہیں گویا انکے عیش و آرام کے سبب بھی بہت کچھہ الفاظ زبان میں ترقی پاتے ہیں جیسے جھاڑ - فانوس شیشہ آلات - کنول - لمپ - سوڈاواٹر - برانڈی - رم - بیر - دیوار گیری - بلیئرڈ کی کا جھنڈا - ہنڈیا - کمرہ - بتی - آتش دان - چمنی - بوتل - کنٹر - جھپ کھٹ - پردہ - چلمن -

کوچ - میز - کرسی - آرام چوکی - چوکی - تخت - کٹھرہ - لالٹین - فراشی - پنکھا +

(ص) نشہ باز - یہہ لوگ بھی زبان کے حق میں ٹکسال کا حکم رکھتے ہیں کیونکہ جس وقت ہر قسم کا نشہ باز اپنے نشہ کی ترنگ میں آتا ہے تو اسکو اسوقت چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں پھر یہہ لوگ نشہ کی موج میں اپنے اپنے جی کی اُمنگیں ظاہر کرتے ہیں اور وہ اُمنگیں اور ترنگیں لفظی لباس پہنکر پہلے تو اُنہیں مقاموں میں جہاں وہ ٹکسال چڑھی ہیں کچھ دن تک اصطلاحیں رہتی ہیں اور پھر جوں جوں ہوش سنبھالتی جاتی ہیں ووں ووں باہر پاؤں نکالتی جاتی ہیں - آخر کو خاص سے عام بنکر جزو زبان بن جاتی ہیں چنانچہ نشہ باز افیون کو چنپی بیگم - چرس کو سہاگن - بھنگ کو سبزہ - شراب کو بوتل والی یا لال پانی - سُلفہ کے جلا کر خاک کر دینے کو چاندی کر دینا - بولتے ہیں اور یہہ اصطلاحیں اب عام ہوتی جاتی ہیں -

(ع) زیور جس قدر یہہ ہندوستان میں پاے جاتے ہیں اُسقدر دوسرے ملک نہیں ہیں - یہانکے مرد عورت جتنا زیور پہنتے ہیں اُتنا اور جگہ نہیں پہنتے ہیں - ہندوستان کی مستورات کان سے نازک عضو میں آدہ سیر نہیں پا سونا چاندی وغیرہ لادیتی ہیں تو ہاتھ پاؤں اور گلے کا تو کیا ٹھکانا ہے اِس سبب سے بعض وقت ان عورتوں کے ناک کان چھِد جاتے ہیں مگر اُنکو اِسکی کچھ پروا نہیں ہے ان زیوروں کے اتنے نام ہیں کہ دو صفحوں سے کم میں نہیں آسکتے اسواسطے اُنکی فہرست قلم انداز کی گئی + انگلستان میں زیور پہننے کا دستور ... اسی سبب سے انگریزی زبان میں زیوروں ...

میں آکراب میم لوگ زیور پہننے لگی ہیں اور دن بدن انمیں بھی رواج زیادہ ہوتا جاتا ہے مگر پھر بھی ہاتھ کے کل زیوروں کے واسطے وہ ہی ایک لفظ Armlet ہے اور پاؤں کے کل زیوروں کے لیئے Anklet اور گلے کے زیور کے واسطے Necklace آتا ہے۔ کان کا زیور Earring کہلاتا ہے۔ ناک کا Nosering = ان پانچ چار ناموں کے سوا اور کوئی نام انگریزی میں نہیں پایا جاتا۔ اگر ہندوستانی اپنے زیورات کا انگریزی میں ترجمہ کرتے ہیں تو ہر پھیر کر انہیں میں سے کوئی لکھ دیتے ہیں +

(ف) عوام۔ بدمعاش۔ اوباش۔ رنڈیاں۔ بھڑوے۔ بھانڈ۔ اور شہدے۔ وغیرہ بھی زبان کی ترقی دینے والے ہیں۔ ان لوگوں سے بازاری اور فحش زبان تکمیل پاتی ہے۔ کچھ الفاظ اور اصطلاحیں ایسی بھی ہیں جنکو اور لوگ بھی موقع بموقع بولتے ہیں جیسے کانٹی کھانا = قید بھگتنا چیز بٹھا دینا = کسی چیز کو گروی کر دینا + مجرا = رنڈی یا بھانڈ کا ایک بار کا ناچنا + کوٹھے پر بیٹھنا = رنڈی پن اختیار کرنا + کوٹھے والی = رنڈی + سونڈھے والی = ادنی رنڈی نوچی = نوعمر رنڈی + نائیکا = نوعمر رنڈیوں کی سردار +

(ک) مذہب والے بھی بہت کچھ الفاظ بناتے ہیں کیونکہ یہہ دینی حکومت کے مالک ہیں اور انکی حکومت لوگوں کے دلوں پر [illegible] ہے کہ اُس سے بہت کم لوگ پھر سکتے ہیں اور یہہ لوگ [illegible] اختراع کرتے ہیں اوسکو سب لوگ

بدل وجان قبول کرتے ہیں۔ اِنکے پیرایہ میں اور بہت سے لوگ دیوتا اور ولی ماننے جانے لگے ہیں اور اُنہوں نے صاحبان مذہب کی نسبت بہت سارے الفاظ زبان میں زیادہ کردیئے ہیں چنانچہ ماتا سیتلا۔ براہی۔ بھوت پریت۔ میراں۔ سید۔ ولی۔ دیوتا وغیرہ معمول بہ کے عاملوں لُہار۔ کُمہار۔ کولی۔ چمار۔ مالی۔ بھگت۔ سیانے۔ اوجھے۔ ملّاجی۔ آخوندجی۔ مجاور۔ خادم پنڈت۔ پُجاری وغیرہ نے الفاظ مفصلہ ذیل زبان میں بڑھائے ہیں۔

ماتا یا سیتلا نِکلنا یا ڈھلنا یا دکھائی دینا۔ دانہ بھر آنا۔ دانہ دکھائی دینا۔ دانہ میں دودھ پڑنا۔ باگ موڑنا۔ ماتا ڈھلنا۔ ہاتھ دھر جانا۔ دال بندھنا۔ اُٹھاؤنا اُٹھانا ماتا کا بھگت۔ ماتا کے سوہیلے گانا۔ کھسرہ۔ مونیا سیتلا۔ ماتا کا کنڈوارہ بھرنا ماتا کی اٹھاوڑی کرنا + براہی ماتا۔ براہی کی جات بولنا۔ براہی کی کڑھائی کرنا۔ براہی کی جات دینا۔ چڑھاوا چڑھانا + بھوت دکھائی دینا۔ بھوت سر آنا۔ بھوت سر پر سوار رہونا۔ بھوت بن جانا۔ بھوت ہو کے لپٹنا۔ بھوت اُتارنا + پریت دکھائی دینا۔ پریت سر آنا۔ پریت بننا۔ پریت ہو کے لپٹنا + میراں یا میاں صاحب کی ذات بولنا۔ میاں صاحب کی سواری سر آنا۔ میراں کی کڑھائی کرنا۔ میراں کی ماننا۔ میراں کی لٹک + شیرینی چڑھانا۔ مشک یا مرتھا چھڑوانا۔ چادر چڑھانا۔ جوت بالنا۔ چراغی کرنا۔ پوچھا کروانا۔ جھٹے میں آنا۔ گنڈا۔ تعویذ۔ جوت بتی کرنا چوکی بھرنا۔ پچاپا۔ چڑھاوا۔ پرشاد ماننا یا بانٹنا۔ تھالی بجوانا یا رکھوانا۔ سر آنا۔ کھیلنا۔ سیس چڑھانا۔ سنتنجا سرہانے رکھنا۔ تمباکو اُٹھا رکھنا۔ بھیٹیں لگوانا۔ کسی کا ہاتھ سر پر ہونا۔ کھور۔ کھیٹ۔ رنجگا۔ دل چڑھانا۔ تھم چڑھانا۔ جات بولنا

بولنا قبولنا۔ بولنا بکارنا۔ پوجنا۔ پور دینا۔ ڈوری باندھنا۔ اُتارا یا صدقہ اُتارنا
اِنمیں سے بہت سی وہ اصطلاحیں اور الفاظ ہیں جنکو صرف عورتیں بولتی اور برتی
ہیں اور اِنمیں سے اکثر رسمیں شرع اور دھرم شاستر دونوں کے خلاف ہیں
۔ (ان الفاظ کے معنی فیلن ہندوستانی ڈکشنیری میں دیکھو) الغرض اس
طرح زبان کامل اور پختہ ہوجاتی ہی اور اُسکو ذریعہ سے ہر قسم کا مطلب ادا ہوتا ہے۔

زبانوں کی تقسیم

(۱۳) یورپ اور ایشیا کی زبانوں کی تین بڑی قسمیں ہیں (۱) انڈو
یورپین یا انڈو جرمنی یا ایرین (۲) سمیٹک یا ساحی (۳) تورینین
+ ایرین کی یہہ قسمیں ہیں (۱) ہندوستانی۔ (۲) ایرانی یا فارسی (۳) سیلٹک
(۴) اطالین یا لاطینی (۵) ٹیوٹونک یا جرمنی وغیرہ (۶) سیلیونک یا
روسی (۷) ہیلینک یا یونانی (۸) ایلبیرک۔ انمیں سے شروع کی
دو زبانیں ہندوستانمیں پائی جاتی ہے تورینین زبان کی دو شاخیں ہیں
شمالی اور جنوبی۔ جنوبی کی یہہ قسمیں ہیں۔ (۱) تحتیاک یا سیامی (۲)
ہمالی زبان (۳) لوہیٹک یا برہمی زبان (۴) کول (۵) دراوڑی +
ایرین کی اول قسم ہندوستانی میں مفصلہ ذیل بولیاں شامل ہیں (۱)
ہندی (۲) بنگالی (۳) پنجابی (۴) سندھی (۵) مرہٹی (۶)
گجراتی (۷) نیپالی (۸) اُڑیا (۹) آسامی (۱۰) کشمیری (۱۱)
ڈوگرا + ہندی زبان میں بہت سی بولیاں شامل ہیں مگر بڑی بڑی یہہ ہیں
(۱) ٹھیٹھ یا ٹھیٹھ ہندی جو اترپردیش میں بولی جاتی ہے (۲) بھوجپوری

جو شاہ آباد۔ سارن۔ چمپارن۔ گورکھپور۔ مشرقی حصہ اودھ۔ اور بنارس میں (۳) ماگدھی یا مگھا جو جنوبی بہار ہیں (۴) کوسلی جو اودھ اور رہیل کھنڈ میں۔ (۵) برج بھاکا۔ دواب بالا۔ آگرہ اور دہلی میں (۶) قنوجی۔ دواب زیریں میں۔ (۷) راجپوتی بھاکا۔ راجپوتانہ میں (۸) بندیل کھنڈی جو چمبل سے سون تک بولی جاتی ہے +

پنجابی میں بھی بہت سی بولیاں شامل ہیں یہانتک کہ ہر ایک ضلع میں اپنی جُدی ہی بھاکا ہے +

سندھی کی یہہ قسمیں ہیں (۱) سِرئی جو سندھ بالا میں بولی جاتی ہے (۲) وچولی جو سندھ وسطی میں (۳) لَری جو سندھ زیریں میں (۴) اُچ جو ملتان میں (۵) کچی جو کچھ میں +

مرہٹی میں چار بولیاں ہیں (۱) کونکنی جو تھاگری اور سمندر کے کنارہ کنارہ بولی جاتی ہے (۲) دکھنی (۳) گونتگی (۴) خاندیسی +

گجراتی میں تین بھاکا ہیں جو درجہ وار (ا) سورت اور بڑوچ (ب) احمد آباد (ج) کاٹھیاواڑ میں بولی جاتی ہیں۔

ایرین کی دوسری قسم ایرانی یا فارسی میں پانچ بولیاں شامل ہیں (۱) فارسی (۲) کُردِش (۳) پشتو (۴) اوسیٹینین (۵) آرمینی +

ٹورینین کی جنوبی شاخ سیامی میں یہہ زبانیں شامل ہیں (۱) سیامی جو سیام میں بولی جاتی ہے (۲) کھو یا کمبوجن جو کمبوجا میں (۳) لاؤ میں جو وسطی سیام میں (۴) کھنٹی جو بہا میں (۵) موان جو پیگو میں (۶) شن

جو برٹش برہما کے شمال مشرق ہیں (۷) ہیلونگ جو شمالی برہما میں ہمالی زبان
کی تفصیل ہیمز انڈین فلولوجی صفحہ ۶ میں دیکھو۔ اسمیں تیئس بولیاں شامل ہیں
لوہیٹک یا برہمی زبان ہیں جسکی تفصیل ہیمز انڈین فلولوجی صفحہ ۷ میں دیکھو چھپتیس بولیاں
شامل ہیں کول زبان میں سنتھالی۔ کول۔ گونڈ وغیرہ نو بولیاں شامل ہیں۔
دراوڑی زبانیں تیلیگو۔ تامیل۔ کرناٹکی۔ سنگھالی وغیرہ بارہ بولیاں شامل
ہیں + از ہیمز انڈین فلولوجی

ہندوستانی زبانوں کا پھیلاؤ

(۱۴) تاریخ کی رو سے بہت ہی کم شبہ ہے کہ ابتدا میں ہندوستان معہ
تمام مشرقی اور جنوبی حصہ ایشیا کے ٹورینین زبانیں بولنے والی قوموں کے
قبضہ میں تھا۔ آریا قوم جو انڈو جرمنی قسم کی ایک زبان "غالباً سنسکرت"
بولتی تھی ہندوستان میں شمال مغرب کی طرف سے داخل ہوئی اور ہولے
ہولے گنگا کی گھاٹی کے تلے تک اپنا عمل بٹھا کر ٹورینیں بولنے والوں کو
جنوبی دشوار گزار جنگلوں اور پہاڑوں میں مار کر نکال دیا + نامغلوب ٹورینین
قومیں ہمالہ کے پہاڑی قلعوں اور ترائی کے ہولناک جنگلوں پر ابتک قابض
ہیں۔ باوجود نکالنے اور ظلم کرنے کے پھر بہت سارے ٹورینین۔ گنگا
کی گھاٹی میں ابتک پائے جاتے ہیں اور انہوں نے اپنی اصلی زبان کی خاص
خاصیتیں بڑی سینہ زوری کے ساتھ قایم رکھی ہیں

(۱۵) تھوڑے عرصہ سے آرین نے نیپال کے پہاڑوں اور ہمالہ کے وسط
مغرب میں اپنی آبادیاں قایم کرلی ہیں لیکن اس سے ٹورینین کی کل آبادی

نہیں جاتی رہی ہے اسی سبب سے ہمالی زبانیں مخلوط ہوگئی ہیں۔ جنوب میں پھر
ٹورینین نے راج محل اور کیمور کے زیریں سلسلہ پہاڑوں اور جنگلی ملک پر
جوکہ جنوب مشرق میں اُڑیسہ تک اور جنوب مغرب میں نربدا تک چلا گیا ہے قبضہ
کرنا شروع کیا۔ اُن ٹورینین قوموں کو جو انتہای جنوب میں بھاگ کر چلی گئیں تھی
بعدازاں ہندوستان کے آریا برہمنوں نے تعلیم و تربیت کیا لیکن جو پہاڑوں
میں رہتے تھے وہ اپنی اُسی وحشی حالت میں رہے۔ یہی سبب ہے دراوڑی زبانوں
میں سنسکرت الاصل الفاظ بہت سے پائے جاتے ہیں اور تامیل۔ تلیگو اور
کناری کے باشندے کول اور گونڈ کی نسبت زیادہ شایستہ ہیں۔

(۱۶) ہندوستان پر مسلمانوں کے حملہ سے اُس رقبہ میں جو ایرین اور
ٹورینین گھیرے ہوئے ہیں کچھ فرق نہیں آیا حملہ آوروں میں عرب۔ ایرانی
۔افغان۔ چغتائی تُرک۔ اُزبک اور دیگر قومیں اور اکثر منگولیا والے شامل
تھے۔ اِنکے آنے سے زبان پر یہہ اثر ہوا کہ اُردو یا ہندوستانی پیدا ہوگئی اور
بہت سارے عربی۔ فارسی الفاظ ہندوستان کی ہر ایک زبان میں داخل
ہوگئے + از بیمز انڈین فلولوجی

ایرین اور اُنکی زبانوں کا بیان

(۱۷) انگریزی تحقیقات کی رُو سے یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ یہہ ایرین قوم
جیحوں سیحوں کے میدانوں سے اُٹھکر ایشیا اور یوروپ دونوں براعظموں
کے مختلف ملکوں پر رفتہ رفتہ قابض ہوگئی اور اپنی زبان اپنے ساتھ لائی تھی
اُس مُلک کے اکثر حصے جسمیں وہ داخل ہوئے تو قوم اور اُنکی زبان دونوں کا نام بدل

گیا۔ ایرین کا نام صرف ایران کے نام سے تو ملتا ہے۔ یا ہندوستان کا کتابی نام جو آریہ ورت ہے اُس سے آریا قوم کے نام کا پتہ لگتا ہے۔ اب ثابت ہوا ہی کہ انکی زبان کی آٹھ قسمیں جو زبان کی تقسیم میں بیان کی گئی ہیں مختلف مُلکوں میں بولی جاتی ہیں۔ اور ایران۔ اطالیہ یا اٹلی۔ یونان۔ جرمنی۔ روس۔ برٹانیہ یا انگلستان اور ہندوستان وغیرہ ممالک کہ جنمیں اب یادہ تر فارسی۔ لاطینی یونانی۔ جرمنی۔ روسی۔ انگریزی اور سنسکرت الاصل زبانیں بالترتیب بولی جاتی ہیں۔ اصل میں ایک دادا کی اولاد ہیں یا یوں کہو کہ انکی زبانیں آپس میں بہنیں بہنیں ہیں اسی سبب انکی بہت سے الفاظ۔ قواعد اور مادّے آپس میں ملتے ہیں یا یوں کہو کہ زبان کے محققوں نے علاوہ اور اسباب کے ان الفاظ۔ قواعد اور مادّوں کے میل سے بھی اِن زبانوں کو اصل میں ایک ثابت کیا ہی اور وہ الفاظ یہہ ہیں۔

S.	P.	Gr.	L.	Ger.	Eng.
Pitri	Padar	Pater	Pater	Vater	Father
Sthā	O.stad	I.ste.mi	Sto	Steh.-o	Stand
Vid	Wad (?)	Feid.-o	Vid.-eo	Wiss-e	Wit

س	ف	انگریزی	ہندی
پد	پا	Foot	پاؤں
دوہتر	دختر	Daughter	دھی
بھراتری	برادر	Brother	بھائی

क्री	خری (دن)	کین (نا)
कृ	کر (دن)	ٹھ کر (نا)
खाद	خور (دن)	کھا (نا)
दृ	دری (دن)	دراڑ (نا)
मृ	مُر (دن)	مر (نا)

اور شاخوں کی نسبت سنسکرت اور فارسی الفاظ آپسمیں بہت کچھ ملتے ہوے ہیں جیساکہ مثالوں سے بھی ثابت ہے اور اسکا سبب یہہ ہے کہ ایرین کی اوبیٹیاں بہت دور دراز ملکوں میں چلی گئی ہیں دوسرے جُدائی کو بھی ایک زمانہ ہوا جب سو دو سو برس میں ایک قوم اور اُسکی زبان کی حالت کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔ تو پھر اُن بہنوں میں بہت سی نمایاں مشابہت کیونکر قایم رہ سکتی ہے۔ فارسی اور سنسکرت دونو بہنیں اوروں کی نسبت بہت پاس کے ملکوں پر قابض ہیں اسکے سوا آٹھ سات سو برس سے تو دونوں کی اولادوں کا ایک ہی مُلک میں میل جول ہو گیا ہے۔ اب صرف سنسکرت یا ہندوستانی زبان کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

سنسکرت اور اُسکی شاخیں کا بیان

(۱۸) آریا قوم ہندوکُش اُتر کر شمال مغرب کی طرف سے ہندوستان میں داخل ہوئے۔ پہلے پنجاب میں ڈیرے ڈالے۔ پھر جوں جوں یہہ بڑھتے گئے۔ اصلی باشندوں میں سے کچھ لڑتے مرتے دائیں بائیں جنگلوں اور پہاڑوں میں گھس گئے کچھ جو بھاگے وہ دکن اور مشرق میں چلے

گئے۔ کچھ نے فتحیابوں کی غلامی اور خدمتگاری اختیار کرلی اور شودر لقب پایا۔ انکی زبان غالباً سنسکرت تھی اور یہانکے اصلی باشندوں کول۔ بھیل۔ گونڈ وغیرہ قوموںکی زبان تامیل۔ کول۔ دراوڑی تھی جو زبان کی تقسیم کے لحاظ سے اصلاً ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔ اب نہ فتحیاب مغلوبوں کی زبان سمجھتے تھے۔ نہ مغلوب فتحیابوں کی۔ اور رشتہ آکر ٹھیرا حاکم اور محکوم کا جس سے دونوکو ایک دوسرے کی زبان سیکھنی لازم وملزوم ہوئی۔ اُس وقت میں ایرین کا حال ساری باتوں میں مسلمانوں کاسا ہوا ہوگا کہ جیسے اہل اسلام کو ہندوؤں اور اُنکی زبان کے ساتھ ایک میل کرنا پڑا اور اس میل جول سے زبان نے ایک رنگ بدلا اور آخر کو اِس رنگ بدلی ہوی بولی کا نام اُردو ہوگیا اسی طرح اُس وقت آریا قوم کی بدولت ہندوستان کی اصلی زبان نے ایک رنگت بدل لی تھی۔ اُسکا نام پراکرت رکھا گیا تھا۔ اگرچہ اُسوقت میں قطعہ قطعہ کی بولی نرالی تھی اور ہر ایک کا نام پراکرت تھا۔ اس حساب سے پراکرت بولیوں کا شمار تو نہیں ہوسکتا مگر کہتے ہیں کہ بائیس ۲۲ قسم کی پراکرت بولیاں بولی جاتی تھیں اُنمیں سے مشہور اور سب کی مانی ہوئی چار پراکت بولیاں ہیں چنانچہ پنڈت وائرچی کے پراکرت پرکاش ویاکرن میں اسطرح لکھا ہے۔

(۱۹) ہندوستان کی بہت سی بولیوں کا نام جو ابتدا میں سنسکرت سے بلٹ کر نکلیں تھی ایک عام نام پراکرت رکھا گیا تھا اور ویا کرنوں یعنی قواعد دانوں نے اسکے معنی "نکلے ہوے" کے سنسکرت سے اسکا رشتہ ظاہر کرنے کو برتے ہیں۔ اسکے ویا کرنوں نے اور بہت سی زبانوں کو اس نام

میں ملا دیا ہے مگر قدیم قواعددانوں اور خاص کر سب سے پرانی واُرچی نے اس میں چار
بولیاں مہاراشٹری۔ پیشاچی۔ ماگدھی۔ اور شورسینی شامل کی ہیں

پراکرت کی خاص باتیں

(۲۰) (ا) سنسکرت میں فعل۔ فاعل۔ مفعول۔ صیغۂ واحد اور جمع وغیرہ
کی علامتیں اور نشانیاں جو اشتقاق کی حالت میں لفظ کا جزو بنکر اُسکی شکل
بدل دیتی ہیں ایک مدت تک پراکرت میں بھی قایم رہیں مگر آخر کو گر تی گئیں
اور پرانی ہندی میں لفظ سے جُدا ہوگئیں اور اب ایک خاص نشانی ہر ایک صیغہ
کی مقرر ہوگئی ہے اُسکو جسوقت لفظ کے اصلی ٹکڑے کے ساتھ لگایا یا اُسکے
برابر رکھدیا اُسکے وہ ہی معنی ہوگئے جو پہلے سنسکرت میں اُس علامت کے
لگانے اور لفظ کی حالت بدل جانے سے مفہوم ہوتے تھے۔ کثرت استعمال
سے بہت سے لفظوں کی وہ خاص نشانیاں بھی جاتی رہیں اور وہ الفاظ بغیر
نشانیوں ہی کے سمجھ میں آتے رہے مگر اب جو پراکرت بولنی موقوف ہوگئی
تو اُن علامتوں کے جاتے رہنے سے پراکرت کا پڑھنا پڑھانا بہت مشکل
ہوگیا۔ علامتوں اور گردانوں ہی کے قایم رہنے سے پراکرت کی ماں سنسکرت
کو بخوبی لکھہ پڑھ سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ چند کوی کی بھاکا اب بغیر شرح سمجھ میں
نہیں آتی اور ایسا ہی تلسی کرت راماین میں بھی بہت سے مقامات ہیں
جنکے شارحوں نے کئی کئی معنی لگائے ہیں۔ (ب) پراکرت میں سنسکرت
کے بہت سے الفاظ کے حروف گرگئے ہیں یا بدل گئے ہیں۔ ہر لفظ میں کئی کئی

سے جو سنسکرت کی بالکل برخلاف ہے قایم ہو گئے ہیں۔ اس سے لفظ کی صورت کچھ اور ہی ہو گئی ہے اور تلفظ کرنا ہی بہت مشکل ہو گیا ہے مثلاً سنسکرت راجا کا پراکرت میں راآ۔ اگنی کا اگّی جن سے ہندی میں راؤ یا رائے۔ اور آگ بنا ہے

(ج) سنسکرت ष - य - क्ष کا ہمیشہ پراکرت میں ख - ज - च्छ ہو جاتا ہے اسی سبب سے سنسکرت الفاظ بھاشا - یوگ - اکشما کا پراکرت میں بھاکا - جوگ - چھما - آتا ہے۔

(س) سنسکرت کا صیغہ تثنیہ بھی پراکرت نہیں آتا اسی سبب سے ہندی میں بھی واحد اور جمع ہی کے صیغے آتے ہیں۔ تثنیہ نہیں پایا جاتا +

پراکرت کی ترقی کا بیان

(۲۱) راجہ بھوج کے عہد کے ناٹک پستکوں سے ثابت ہے کہ اُس زمانہ میں علمی۔ کتابی۔ اور درباری زبان سنسکرت تھی۔ اور عام کی بولی پراکرت۔ اس سبب سے پنڈتوں کو بھی روزمرّہ کے برتاؤ میں پراکرت ہی بولنی پڑتی تھی۔ زمانہ کی عادت کے موافق پراکرت کے بھی دن پھرے کہ دفعتہ سنہ عیسوی کے ۵۴۳ برس پہلے بودھ دھرم کے بانی شاک مُنی۔ مگدھ دیس میں پیدا ہوئے اور وہاں کے عام باشندوں کی پراکرت بولی میں اُپدیش یعنی وعظ کرنا شروع کیا۔ عورت۔ مرد بچے۔ بوڑھے سب اسی زبان کو سمجھتے تھے اور اُنھیں سے زیادہ تر غرض تھی۔ اس تدبیر سے مذہب ایسی جلدی پھیل گیا کہ دیکھتے دیکھتے حکومت۔ رسم و رواج۔ دین دھرم سب میں بُدھ ہی بُدھ پکارا جانے لگا۔ جات پات پوچھنا یعنی قومی تمیز دور

کرنے سے تھوڑے عرصہ میں کروڑوں ماننے والے پیدا ہو گئے چنانچہ ابتک دنیا کا تہائی حصہ اُسکا ماننے والا موجود ہے۔ پراکرت نے یہانتک ترقی کی کہ دربار میں سنسکرت کی جگھہ سنبھال لی۔ امیر اور غریب۔ عالم اور جاہل سب کی یہی زبان ہو گئی۔ علوم و فنون کی سینکڑوں کتابیں اسی زبان میں تالیف و تصنیف ہو گئیں۔ برہمنوں اور اُنکی زبان سنسکرت کی ایسی بیقدری ہوئی جیسی اُنہوں نے اپنے یہاں ہونکی کی تھی۔ اُسوقت کہیں کہیں کونوں کھدروں میں تو وید مانا جاتا تھا ورنہ سب جگھہ بودھ اور اُنکی زبان ماگدھی پراکرت ہی کا پھریرا پھہرا رہا تھا۔ ایسی حالت میں ان لوگوں کا یہہ دعوی کرنا بھی بیجا نہ تھا کہ سب زبانیں ہمارے ہی ہاں سے نکلی ہیں۔ پراکرت کے دوسرے معنے ہیں "پہلے یا اپنے آپ بنی ہوئی"۔ ان معنی کو اپنے دعوے کی دلیل گردانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پراکرت خود یہاںکی ویسی زبان تھی سنسکرت سے نہیں نکلی ہے۔ بلکہ سنسکرت ہی پراکرت سے بنی ہے کیونکہ سنسکرت کے معنی ہیں "آراستہ۔ پیراستہ یا شستہ"۔ یہہ معنی ظاہر کرتی ہیں کہ آریا قوم نے یہانکے اصلی باشندوں کی زبان کے جو الفاظ اختیار کر لئے تھے اور ضرور اُنکا تلفظ کچھہ بدل ہی گیا ہو گا۔ اس میل جول سے جو ایک زبان پیدا ہو گئی تھی اُسکا نام سنسکرت یعنی صاف او درست کی ہوئی رکھہ لیا تھا اور اُنکی اپنی زبان کچھہ اور تھی سنسکرت نہ تھی +

سنسکرت والے بیان کرتے ہیں کہ جسطرح عربی۔ فارسی۔ ترکی الفاظ نے ہندی الفاظ کے ساتھہ میل جول پیدا کرکے اُردو زبان پیدا کردی

اسیطرح یہاں کے اصلی باشندوں گونڈ۔ بھیل وغیرہ کی بولیوں کے الفاظ کے ساتھ سنسکرت شبدوں نے ایک ارتباط پیدا کرکے پراکرت زبانیں پیدا کی ہیں

اگرچہ واقعات کی رو سے دونو کے دعوے قرین قیاس معلوم ہوتے ہیں مگر انگریزی تاریخ پچھلے قول کی زیادہ تصدیق کرتی ہے

راجہ چندر گپت کے زمانہ میں جو سنہ عیسوی کے تین سو برس پہلے گزرا ہے اس زبان کی بڑی ترقی ہوئی اور راجہ اشوکا کے تمام فرمان اسی پراکرت میں میناروں پر کھدے گئے اور دور تک اسی زبان نے رواج پایا۔ جب ملکی۔ درباری۔ علمی اور مذہبی تمام امور کے سمجھنے سمجھانے کا یہی زبان ذریعہ ہوگئی اور اسکی ترقی کا سورج سر پر آگیا تو زمانہ نے اپنے دستور کے موافق ایک اور رنگ بدلا +

پراکرت کا تنزل

(۲۲) پندرہ سو برس بعد بودھ دھرم اور انکی بولی پراکرت دونو یہاں سے رخصت ہوئے شنکراچارج ایسے پیدا ہوئے جنکی بدولت برہمنوں کا ڈوبا ہوا ستارہ پھر اُبھر کر چمکا اور سنسکرت زبان کی پھر قدر شروع ہوئی گو راجہ بکرماجیت کے عہد میں اسکے علم ادب نے بڑی ترقی پائی۔ دربار اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی بولی سنسکرت ہوگئی تھی۔ مگر عام کی زبان وہ ہی پراگرت رہی چنانچہ کالیداس کے شکنتلا ناٹک سے ثابت ہے کہ راجہ۔ امیر۔ امرا اور پنڈت لوگ تو سنسکرت بولتے تھے۔ نوکر چاکر۔ لونڈیاں

باندیاں اپنی اُسی پراکرت میں بات چیت کرتی تھیں۔ سنسکرت کے دوبارہ رواج پانے سے ہماری آج کل کی ہندی میں پراکرت یا پُرانی ہندی کی نسبت تت سم شبد یعنی جوں کے توں سنسکرت الفاظ زیادہ پائے جاتی ہیں۔ کیونکہ جب برہمنوں کو دوبارہ ہندوستان کی سلطنت نصیب ہوئی تو اُنہوں نے پراکرت بولی سے جو دشمنوں کی زبان تھی ایک نفرت کی اور اپنے زبان کے لفظوں کو زیادہ رواج دیا اس سبب سے شُستہ ہندی میں پراکرت الفاظ रात्र रा آ - राई نئی - [illegible] व بچھو - [illegible] जी جیہا - [illegible] پنچّم کی جگہہ پھر سنسکرت الفاظ [illegible] - راجا [illegible] کش (یا ہندی [illegible] برچھ) - [illegible] (یا ہندی जीव جیب) - [illegible] (یا ہندی [illegible] نت) قایم ہوگئے ہیں یہہ پراکرت الفاظ بجنسہ تو ہندی زبان میں پائے نہیں جاتے ہاں کچھ لفظ اپنی صورت بدلکر رائج ہوگئے ہیں۔

بھاکا یا ہندی کا جنم

(۲۳) پراکرت میں سنسکرت الفاظ کے دوبارہ دخل پانے سے ایک اور ہی رنگ کی زبان پیدا ہوگئی۔ پراکرت الفاظ کی صورت ایسی کچھ بدل گئی تھی کہ اُسکے سبب سے پراکرت کو سنسکرت کا بگاڑ کہتے ہوئے تامل ہوتا تھا مگر اب جو سنسکرت الفاظ سیدھی زبان میں داخل ہوگئے ہیں اور اُنکی صورت بھی کم بگڑی ہے اور فقروں میں الفاظ کی ترتیب بھی سنسکرت ہی کے ڈھنگ پر ہے اس سبب سے کچھ کلام نہیں ہے کہ یہہ رنگ بدلی ہوی بولی جسکو ہندی کہتے ہیں سنسکرت سے نکلی ہے سبب یہی ہے [illegible] سم فعل وغیرہ کی علامتیں

تو لفظ سے جُدا ہیں ورنہ بہت سی باتو ںمیں ہندی اور سنسکرت ملتی ہوئی ہیں

چنانچہ جہاں جہاں سنسکرت کے فقرہ میں فعل فاعل۔ مفعول وغیرہ پڑتا ہی

وہیں ہندی میں پایا جاتا ہے جیسے वृक्षे काको वसति =۰۔

برچھ پر کاگ بستا ہے۔ اس فقرہ میں پہلے مفعول فیہ ہے۔ پھر فاعل پھر فعل

صرف فرق اتنا ہی ہے کہ سنسکرت میں فعل۔ فاعل وغیرہ کی علامتیں ان لفظوں

میں ملی ہوئی ہیں اور ہندی میں اُن سے الگ ہیں۔ اُن علامتوں میں سے

بعض تو وہی ہیں اور بعض بدل کر اور ہو گئے ہیں

جس طرح سنسکرت میں متعلق فعل فعل سے پہلے آتا ہے اُسی طرح ہندی

میں پایا جاتا ہے جیسے स शीघ्रं गच्छति =۰۔ شیگھر یعنی جلدی جاتا ہے

سنسکرت میں اسم حالیہ کی علامت शतृ ات ہے۔ ہندی میں

تا۔ جیسے स गच्छन् - भवन् =۰۔ جاتا۔ ہوتا۔

فعل حال صیغہ واحد غائب کی علامت سنسکرت میں ति۔ ہندی میں

تا ہے آتی ہے۔ جیسے स गच्छति =۰ جاتا ہے۔

سنسکرت میں فعل ماضی ناتمام کی علامت तवत् =۰۔ تا تھا

جیسے स कृतवान् =۰۔ کرتا تھا +

جس طرح سنسکرت میں :एकः کا عدد صفاتی प्रथम - चतुरः

کا चतुर्थ اور षट् کا षष्ठ آتا ہے۔ اسی طرح ہندی میں ایک کا

صفاتی عدد پہلا۔ چار کا چوتھا۔ چھ کا چھٹا آتا ہے۔ باقیوں کی علامت

سنسکرت میں [illegible] ہے۔ ہندی میں واں

س فعل مستقبل صیغہ واحد غائب करिष्यति = پُرانی ہندی करिहै - حال
کی ہندی करेगा کریگا - سنسکرت میں مُتکلم اور مخاطب کی مذکر اور مونث
ضمیریں یکساں آتی ہیں اور غائب کی ضمیریں - مذکر - مونث اور بیجان
تینوں کے واسطے مختلف آتی ہیں لیکن فعل سب کے واسطے یکساں آتا ہے
ہندی میں متکلم - مخاطب اور غائب کی مذکر اور مونث ضمیریں یعنی میں - ہم
تو - تم - وہ - وہ - یکساں آتی ہیں لیکن فعل ہر ایک ضمیر کے واسطے مختلف
آتا ہے جیسے سَ: सः (ضمیر واحد غائب مذکر) یا सा (ضمیر واحد غائب
مونث) یا तत् (ضمیر واحد غائب بیجان) वदति = وہ - وہ
(ضمیر واحد غائب مذکر یا مونث) بولتا ہے یا بولتی ہے +

سنسکرت الاصل زبانوں کا بیان

(۲۴) مہاراشٹری - پیشاچی - ماگدھی - اور شورسینی پراکرتوں اور
سنسکرت کے دوبارہ داخلہ کے میل سے جو بڑی بڑی زبانیں شمالی
ہندوستان میں بولی جاتی ہیں وہ سات ہیں اور اُنہیں کو سنسکرت
الاصل بھی کہتے ہیں اور وہ یہہ ہیں سندھی - گجراتی - پنجابی - بنگالی
اُڑیا - مرہٹی - ہندی اور بعض کے نزدیک گیارہ زبانیں ہیں جیسا کہ
زبان کی تقسیم میں لکھا گیا ہے اور اِنمیں سے ہر ایک کی کئی کئی شاخیں
ہیں جو زبان کی تقسیم میں بیان کی گئی ہیں اب اِن میں سے اور زبانوں
کا بہت مختصر حال بیان کرکے صرف ہندی کا مفصل حال بیان کیا
جاتا ہے جس سے ہماری اُردو نے جنم لیا ہے

پنجابی زبان کا رقبہ جسمیں تمام صوبہ پنجاب شامل ہے اور جسکے نام سے یہہ زبان مشہور ہے مشرق ہیں ہندی رقبہ سے پھیلتا ہوا مغرب میں دریاے اٹک تک چلا گیا ہے۔ شمال میں کوہ ہمالہ کے دامن سے جنوب میں پنیچند تک۔ اس زبان کو ساٹھ ہزار میل مربع میں ایک کروڑ بیس لاکھ آدمی بولتے ہیں۔

سندھی زبان کا رقبہ دریاے اٹک کے دونو طرف واقع ہے۔ مشرق میں ہندی رقبہ سے ملتا ہے۔ شمال میں پنجابی رقبہ سے اور مغرب میں کیلاما پہاڑ سے محدود ہے + اسکو تقریباً بیس لاکھ آدمی نوے ہزار میل مربع رقبہ میں بولتے ہیں۔

گجراتی زبان کے رقبہ میں صوبہ کچھ۔ گجرات یا خلیج کیمبے کے گرد کا ملک شامل ہے۔ اسکو ساٹھ لاکھ آدمی پچاس ہزار میل مربع رقبہ میں بولتے ہیں +

مرہٹی رقبہ شمال میں وندیاچل پہاڑوں سے جہاں پچھمی ہندی کی حد ملتی ہے محدود ہے۔ مشرق میں پوربی ہندی رقبہ سے ملتا ہے۔ اسکو ایک کروڑ تیس لاکھ آدمی ایک لاکھ تیرہ ہزار میل مربع رقبہ میں بولتے ہیں

اُڑیا رقبہ شمال میں سنبھار یکھا دریا سے۔ مغرب میں اُس دریا کے کنارے میں جنوب کو ہوتے ہوئے گنجام تک جو ہندوستان کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے محدود ہے۔ اسکو پچاس لاکھ آدمی چھیاسٹھ ہزار میل مربع رقبہ میں بولتے ہیں۔

بنگالی رقبہ میں تمام صوبہ بنگال شامل ہے مغرب میں پوربی ہندی

سے محدود ہے۔ اسکو تین کروڑ ساٹھہ لاکھہ آدمی نوے ہزار میل مربع

رقبہ مین بولتے ہیں

ہندی زبان کا رقبہ شمال کی طرف گڑھوالی۔ کماؤنی اور نیپالی زبانوں کی حدود سے محدود ہے مغرب میں پنجابی۔ سندھی اور گجراتی زبانوں کے رقبہ سے۔ جنوب میں مرہٹی رقبہ سے۔ مشرق میں اُڑیا اور بنگالی زبانوں کی حد سے محدود ہے یا ہندی بولی انتر بید یعنی گنگا اور جمنا دواب کے درمیان بولی جاتی ہے یا یوں کہو کہ جمنا کے نکاس سے راج محل تک جہاں سے گنگا جنوب کی طرف مڑ گئی ہے ہندی بولی پھیلی ہوئی ہے۔ اِسے دو لاکھہ اڑتالیس ہزار میل مربع رقبہ میں چھہ سات کروڑ آدمی یا چوتھائی ہندوستان بولتا ہے۔ اسمیں ہندوستانی۔ اردو۔ اور بھاکا سب شامل ہیں اس ہندی میں مختلف مقاموں کی بڑی بڑی آٹھہ بولیاں مارواڑی۔ برج بھاکا۔ قنوجی۔ بیسواڑی۔ بھوجپوری۔ ترہتی۔ ماگدھی یا مگدھا اور بندیل کھنڈی گنی جاتی ہیں۔

برج بھاکا سے اُردو کا جنم

(۲۵) یہہ برج بھاکا جو سُورسینی پراکرت سے نکلی ہے اور ہندی کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے پہلے برج اور دہلی کے علاقہ میں بولی جاتی تھی اور گیارہویں صدی عیسوی کے پہلے یعنی راجہ بھرت کے عہد سے یہی بھاکا چلی آتی تھی اسی سے ہماری آج کل کی برج بھاشا جسے کھڑی یا کھری بولی بھی کہتے ہیں نکلی ہے۔ روزمرہ کے کاروبار اسکے ذریعہ سے

ہوتے تھے۔ تصنیف و تالیف میں سنسکرت کام آتی تھی کہ دفعتہً زمانہ نے پھر ایک چکر کھایا یعنے ہندوستان میں اسلام کا قدم لا جمایا اس سے ملک میں پھر ایک انقلاب پیدا ہو گیا۔ جس طرح یہاں کے ہندو مطیع ہوتے گئے اُسی طرح اُنکی زبان بھی مغلوب ہوتی گئی یعنی فتحیابوں کی زبان کیلئے اپنے ہاں جگہہ دیتی چلی گئی +

اگرچہ مسلمانوں کی زبان نے اپنا اثر تو خلفای عباسیہ کے زمانہ ہی سے جنہوں نے ۷۱۲ء میں اضلاع سندھ پر حملے کئے شروع کر دیا تھا۔ انکی زبان عربی تھی۔ انکے بعد خاندان غزنی کے حملے ۱۰۰۱ء میں شروع ہوئے جو افغانستان اور نواح ہندوکش کے رہنے والے تھے اور ایک قسم کی مخلوط فارسی بولتے تھے۔ بعد ازاں غوری آئے۔ یہہ لوگ غور کے جو ہندوکش سے پرے اور ترکستان کے جنوب مشرق میں واقع ہی رہنے والے تھے۔ انکی زبان بھی صاف اور خالص فارسی نہ تھی۔ کچھ ترکی اور پہاڑی آمیز فارسی بولتے تھے۔ چونکہ ان سب قوموں نے ہندوستان پر مغرب کی طرف سے حملے کئے تھے اور کچھ مغربی اضلاع اپنے قبضہ میں بھی کر لئے تھے اس سبب سے ہندوستان کی مغربی سرحدی زبانوں مثل سندھی وغیرہ میں عربی فارسی الفاظ اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ اُن زبانوں کو سنسکرت کی شاخ سمجھنے میں ایک قسم کا شُبہ پیدا ہوتا ہے +

مگر سب سے زیادہ اثر مسلمانوں کی زبان کا ہماری برج بھاکا پر قطب الدین ایبک کے زمانہ سے جسنے ۱۱۹۳ء کے حملہ میں دہلی پر قبضہ کیا شروع ہوا کیونکہ جب

زبان بولنے والے ہی تابع ہو گئے اور ان غیر قوم والوں کو اپنا سردار مان
لیا تو پھر زبان کا کیا مقدور تھا کہ فتحیابوں کی زبان کو اپنے ہاں جگہ نہ دیتی
اب ہر روز فارسی عربی الفاظ اس برج بھاکا میں ملنے شروع ہوئے
گو بہت سے دھرماتما اور گیانی دھیانی ہنود ایک مدت تک اس غیر زبان کو ملیکشر
بانی سمجھکر جیسے سنسکرت میں یا منی بھاشا کہتے ہیں اس سے اسی طرح تنفر
رہے جس طرح اب تک ہماری مغلوب فاتح یعنے اہل اسلام انگریزی زبان سے
اُسے کافروں کی زبان سمجھکر تنفر کرتے ہیں۔ مگر جب آٹھ پہر کا ایک جگہہ کا
رہنا سہنا ٹھیرے اور غیر قوم کے ہاتھوں حکومت ہونے کے سبب بہت
سی حاجتیں نکلیں۔ ان کو اُن سے۔ اور اُنکو اِن سے رات دن لین دین
کرنا پڑے۔ پھر تو دونو کو کھچڑی ہوئے بغیر چارہ ہی نہیں۔ اسی سبب سے
یہاں کے لوگ فتحیابوں کی زبان۔ لباس۔ عادات۔ رسم و رواج۔ کچھ اپنی
ضرورت کے سبب۔ کچھ اُنکی خوشنودی مزاج کے لحاظ سے اختیار کرتے چلے گئے
سنہ ۱۱۹۳ع میں جو شہاب الدین غوری نے راے پتھورا سے لڑائی جیتی تھی
اور اُسکا حال چند کوی نے پرتھی راج راسا نام ایک کتاب میں لکھا ہے
اُسمیں فارسی عربی الفاظ مثل گریب نواج (غریب نواز) محل۔ پھرمان
(فرمان)۔ حجرت (حضرت)۔ پگام (پیغام) ججور (حضور) سرطان
(سلطان) وغیرہ کے بہت سے لکھے ہیں اور وہ بھاشا بھی اس وقت
کی بھاشا سے کچھ نرالی ہی معلوم ہوتی ہے اور بڑی مشکل سے سمجھ میں
بھی نہیں آسکتے چنانچہ سنہ ۱۲۰۰ع میں چند کوی (شاعر) نے یہ بھاکا لکھی تھی

(۱) जय हरन कौं جئے ہرن گوں = فتح کرنے کو (۲)

बंधन विचारि بندھن بچاری = باندھنے کی سازش کر کر (۳)

सबै कज अगौ तु ही नाम लगौ سبئی کجّ اگیو تُہی نام لگو = سب کاموں کے آگے تیرا نام لگایا یعنی لیا جاتا ہے۔

اِن مثالوں سے ثابت ہے کہ اُس وقت میں سنسکرت اور پراکرت دونو الفاظ بولے جاتے تھے مگر پراکرت الفاظ زیادہ پائے جاتے ہیں اور اَب انہیں پُرانے ہندی الفاظ گوں کا کو۔ سبئی کا سب۔ کجّ کا کاج۔ اگیو کا آگے۔ تُہی کا تیرا۔ لگیو کا لگایا۔ بن گئے اور شُستہ ہندی یعنی اُردو الفاظ سمجھے جاتے ہیں

(۲۶) غلاموں کے خاندان سے پہلے کے حملہ آور لوگ ہندوستان شمالی پر حملے کرتے اور جو کچھ لوٹ مار ہاتھ آئی اُسکو لیا اور چلدیتے تھے۔ اب غلاموں کے خاندان نے ہندوستان شمالی کو اپنا گھر بنالیا پہلے پچاس ساٹھ برس میں ملک پر آفت آیا کرتی تھی۔ اب رات دن خانہ جنگی رہنے لگی اور روز ٹھی[۱] کے کُپّے لڑھنے لگے۔ غرض خاندان مغلیہ تک یہی بد انتظامی رہی کہ ایک خاندان تخت سے اُترتا تھا اور دوسرا بیٹھتا تھا پھر ایسی حالت میں زبان کی کامل ترقی تو کیونکر ہو سکتی تھی مگر ہاں زبان بھی آہستہ آہستہ اپنا رنگ بدلتی چلی گئی + شمس الدین التمش کے زمانہ میں جو ۱۲۱۰ء سے ۱۲۳۵ء تک حکمران رہا ہے چنگیز خاں کا دور شروع ہوا تھا ہندوستان کے سوا تمام ایشیا میں ایک کھلبلی پڑی ہوئی تھی۔ دُور دُور کے بادشاہوں نے چنگیز خاں سے

(۵۷) ٹھی کا گیا اُٹھنا - اہل قلعہ کی اصطلاح میں بادشاہ کے مرنے کو کہتے ہیں

شکست کھاکر ہندوستان میں پناہ لی تھی + چاروں طرف خصوصاً
سلطنت فارس میں ایک فتنہ وفساد برپا تھا۔ تمام عالم و فاضل اپنا
اپنا وطن چھوڑکر جہاں جسکے سینگ سمائے چلے گئے تھے چنانچہ غیاث
الدین بلبن کے دربار میں جسنے ۱۲۶۵ء سے ۱۲۸۶ء تک حکومت
کی پندرہ پادشاہ اور بہت سے عالم فاضل جمع ہوگئے تھے اور امیر خسرو
بھی اسی عہد میں فارس سے آئے تھے اور غیاث پور میں جو مولف رسالہ
ہٰذا کا مولد و موطن ہے اور دہلی سے تین میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف
واقع ہے اور جسکو غیاث الدین بلبن نے آباد کیا تھا۔ رہنا اختیار کیا
اور بلبن کے بڑے بیٹے سلطان محمد کے ہمنشینوں میں داخل ہوئے۔ بھاکا
میں بہت کچھ واقفیت پیدا کرکے فارسی عربی الفاظ کی آمیزش سے بہت سے
گیت۔ غزلیں۔ پہلیاں۔ لوریاں۔ کہمریاں اور دوسخنے بنائے ہیں۔ اور وہ چیز
ایسی پھیلیں ہیں کہ آج تک گھروں میں کہی سُنی جاتی ہیں۔ اِنکے سوا آپنے
خالق باری اُس وقت کی بھاکا میں فارسی عربی الفاظ کے میل سے ایسی
لکھی ہے جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اس طرح کی ہندی بولی جاتی تھی
چنانچہ اب اُنمیں سے بہت ساری ہندی الفاظ متروک ہوگئے ہیں جیسے رسول
پیغمبر جان بسیٹھہ + یار دوست بولے جا ایٹھہ + اسپ گھوڑا فیل ہاتھی
شیر سیہہ + گوشت ہیڑا چرم چمڑا شکم پیہ + وغیرہ اشعار میں سے بسیٹھہ
ایٹھہ۔ سیہہ۔ پیہ الفاظ اب اردو میں بالکل نہیں بولے جاتے۔ کہمریاں
اور دوسخنے آپ ہی کے ایجاد فکر کا نتیجہ ہیں۔

بوجھ دار پہیلیاں

(۱) ایک ناری وہ انت رنگیلی۔ پتلی دبلی چھیل چھبیلی + جب تریا کو لاگے بھوک۔ ہری سوکھی چباوے روکھ + جو کوئی بتاوے تا کے بلہاری + خسرو کہے میں بتاؤں وے آری +

(۲) ساون بھادوں بہت چلت ہے، ماہ پھوس میں تھوڑی + امیر خسرو یوں کہے تو بوجھ پہیلی موری +

(۳) ایک نار ترور سے اتری ماسوں جنم نہ پایو۔ باپ کا نام جو وا سوں پوچھو آدھو نام بتایو + آدھو نام بتایو خسرو کون دیس کی بولی۔ واکو نام جو بوجھو میں نے اپنا نام نبولی +

(مولف کا رسالہ ہندوستانی پہیلیاں دیکھو)

سادی پہیلیاں

(۱) ایک ناریا کو بھانی۔ تن واکو سگرو جوں پانی + آپ کچھے پر پانی ناہیں۔ پیو کو راکھے ہرے ماں ماں + جب پی کو وہ مکھ دکھلاوے۔ آپ ہی سگری پی ہو جاوے + (جواب۔ آرسی)

(۲) ایک راجہ نے محل چنایا۔ ایک تھم پر وا نے بنگلہ چھایا + بھور بھئی جب باجی بم + نیچے بنگلہ اوپر تھم + (جواب رئی)



معمہ

آدھے کٹے سے سبکو پیارا۔ مدھ کٹے سے سب کو مارا + انت کٹے سے سبکو میٹھا۔ سو خسرو میں آنکھوں دیٹھا + (جواب کاجل)

کہہ مکرنیاں

(۱) آپ ہلے اور مجھ کو ہلاوے۔ وا کا ہلنا مورے من بھاوے + ہل ہل کے وہ ہوا نسنکھا۔ اے سکھی ساجن۔ نا سکھی۔ پنکھا +

(۲) اونچی اٹاری پلنگ بچھایو۔ میں سوئی مورے سر پر آیو + کھل گیئں انکھیاں

بھئی اننُد + ای سکھی ؟ ساجن ۔ نا سکھی چندا (چاند) +
ہوئی

(۳) دواری موریے ٹھاڑا رہے ۔ دھوپ چھاؤں سب سر پر سہے + جب دیکھوں موری
دروازہ ٹھڑا میری
جاوی بھوکھ ۔ اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی رُوکھ +

(۴) سگری رین چھتین پر راکھا ۔ رنگ رُوپ سب اپ کا چاکھا + بھور بھئی جب دیا اُتار +
ساری رات
ای سکھی ؟ ساجن نا سکھی ہار + (رسالہ ہندوستانی پہیلیاں دیکھو)

دوسخنے

قوت روح چیست ؟ پیارے کو کب دیکھئے ؟ جواب صدا (= آواز ۔ سدا = ہمیشہ)
شکار یچہ باید کرد ۔ قوت مغز کو کیا چاہیئے ؟ بادام
درجہنم چیست ؟ کامی کو کیا چاہیئے ؟ نار = (۱) آگ (۲) ہندی میں عورت ۔
اِن چیزوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو صاحب نے بھاکا میں ایسی
دستگاہ پیدا کی تھی کہ اُس وقت کے اہل زبانوں کے ہم پلہ ہو گئی تھی ۔ اگرچہ اِن
چیزوں کی زبان سینہ بسینہ چلی آنے سے بہت کچھ بدل گئی ہے مگر تاہم پُرانی
ہندی کی گواہی دیتی ہے اور فارسی عربی الفاظ کہیں کہیں پائے جاتے ہیں ۔

(۲۷) بعد ازاں دہلی کے تخت پر خلجیوں کا خاندان بیٹھا جس میں سے علاؤ الدین
نے ۱۲۹۷ء میں چیتوڑ کے راجہ رتن سین پر حملہ کرنے اور اُسکی رانی پدماوت
پر عاشق ہونے سے زیادہ شہرت پائی ہے یہہ لڑائی ہندوؤں میں بہت گائی
جاتی ہے اور آلا کے نام سے مشہور ہے ۔ انکے بعد تغلق آئے ۔ انھیں سے
غیاث الدین محمد تغلق نے دہلی کے جنوب کی طرف قلعہ تغلق آباد بنایا
اسکے سبب سے یہاں کی رعایا سے کچھ ہلچل پیدا ہوا ۔ بعد ازاں چودھویں صدی

میں فیروز شاہ تغلق ہوا اسکو عمارت کا بہت شوق تھا۔ حصار۔ جونپور۔ دو شہر آباد کئے بیسیوں مسجدیں۔ امام باڑے۔ پل۔ سرائیں بنوائیں۔ بہت سے مینار قایم کئے۔ اس سبب سے بہت سے عمارتی الفاظ زبان میں داخل ہو گئے۔ اب دن بدن فارسی زبان کی طرف یہانکی رعایا کو رغبت ہوتی چلی گئی اور پہلی کا سا تنفر کم ہوتا گیا +

(۲۸) پندرھویں صدی عیسوی میں سکندر لودھی ہوا۔ اسکے عہد میں ہندوں میں سے اول کایتھوں نے فارسی پڑھی اور شاہی دفتر میں داخل ہوے۔ انکے سبب سے عربی فارسی الفاظ نے ہندی زبان پر زیادہ اپنا سکہ بٹھایا کیونکہ اب عورتوں میں بھی ان الفاظ نے پھیلنا شروع کیا اور ہندو عورتوں کی نسبت کایتھوں کی مستورات زیادہ عربی فارسی الفاظ جانتی اور بولتی ہیں

سکندر لودھی کے عہد میں کبیر شاعر ہوئے۔ وہ بنارس کے ایک مسلمان جلاہے کے بیٹے تھے۔ علم بھی کچھ پڑھے ہوے نہ تھے۔ گرو رامانند کے چیلے ہوئے اور ایسے ہوے کہ خود گرو بن گئے اور انکے ماننے والے کبیر پنتھی کہلاتے ہیں۔ اس شخص نے نرگن میں وہ وہ چیزیں کہی ہیں کہ مذہب والا اور بلا مذہب سب سنکر دھنتے ہیں۔ کپڑا بنا کرتے تھے اور جو جی میں آیا کرتا تھا اسکی تک بندی کی اور بیٹھے گایا کرتے تھے۔ آپکے دوہے اور بھجن ایسے موثر ہیں کہ ہندوں کی ارتھی کے ساتھ بشن پد کی جگہ گائے بجائے جاتے ہیں۔ اپنے وقت کا بہت بڑا فیلسوف گزرا ہے آپکا کلام گو عام زبان میں ہے مگر ایسا گہرا ہے کہ ہر ایک اسکی گہرائی کو نہیں پہنچ سکتا۔ آپکی ساکھی۔ شبد۔ اور رامائینی بہت مشہور

متعصب لوگوں کی بڑی خاک اُڑائی ہے۔ دل کی باتوں کو ظاہر کردیا ہے۔ جھوٹی
باتوں کی بہت نندا کی ہے الغرض بہت بڑا مصلح دیں گزرا ہے چنانچہ اُنکے دوہوں
اور بھجن سے ظاہر ہے۔

دوہے

(۱) جد حد تو سب ہی گئے اور بیحد گیا نہ کوئی۔ بیحد کے میدان میں رہا کبیرا سوئے +
(۲) چلتی چاکی دیکھ کے دیا کبیرا روئے۔ اِن پاٹن بیچ آئے کے ثابت گیا نہ کوئے
(۳) چاکی چاکی سب کہیں مانی کہے نہ کوئے۔ جو مانی سے لگ رہا اُسے ڈر کاہے کا ہوئے

بھجن

میں نہ جانوں میرا رام کیسو! اونچے نیچے محل بناوے گہری نیویں دھرتا۔ چلنے کو
منصوبہ ناہیں رہنے کو من کرتا + آڑے ترچھے تلک لگاوے گہری مالا جپتا۔
ہردے بھیتر کپٹ کترنی صاحب کیسے ملتا + میں نہ جانو میرا رام کیسو!

(۲۹) گرو نانک صاحب بھی اسی عہد میں ہوئے ہیں۔ یہہ بڑے موحد تھے۔
انکا ارادہ تھا کہ ہندو مسلمان کو ملا کر ایک بیچ کا مذہب قایم کیا جاوے چنانچہ اُنہوں نے
جو چیزیں بنائی ہیں اُسمیں ہندی پنجابی فارسی۔ عربی الفاظ بہت پائے جاتے
ہیں جیسا کہ اُنکے ورد و طائف اور بھجنوں سے ثابت ہے

نانک ننا ہو رہو جیسے ننی دوب۔ بڑی گھاس جل جائیگی دوب خوب کی خوب +

(۳۰) شیر شاہ کے عہد میں ملک محمد جایسی لکھنو کی طرف ایک شاعر ہوا ہے،
اُسنے پدماوت کی داستان کو نظم کیا ہے۔ چار پانسو صفحہ کی کتاب پوربی بھاکا
میں لکھی ہے۔ ہندی کی نسبت سنسکرت الفاظ زیادہ پائے جاتے ہیں کہیں

کہیں عربی فارسی الفاظ بھی ملتے ہیں

(۲۱) ۱۵۲۶ء میں دہلی کے تخت پر خاندان مغلیہ کا قبضہ ہوگیا۔ بابر اور ہمایوں کے عہد میں تو پہلے سے بدانتظامی رہی۔ مگر اکبر کے زمانہ میں امن آمان کی صورت نظر آئی۔ بادشاہ کی تالیف قلوب اور بے تعصبی کے سبب ہندو مسلمان دونوں گھی کھچڑی ہوگئے۔ جب مصلحت وقت سے بادشاہ ہی خود ہندو بن گئے یعنی ڈاڑھی منڈوائی اور رکھڑکی دار پگڑی باندھنی اختیار کرلی۔ اور ختنے کروانے بالکل چھوڑ دئیے اور بہت سی ہندؤں کی رسمیں قبول کرلیں تو پھر ہندو مسلمان رعایا کیونکر نہ شیر و شکر ہوتی۔ اس میل جول سے زبان کو بھی بہت ترقی ہوئی۔ بکرماجیت کے دربار کی طرح اب اکبر کے دربار میں بھی ہر قسم کا عالم و فاضل جمع ہوگیا تھا۔ انہیں سے نو آدمیوں کا نام نورتن تھا۔ یہہ لوگ بلا کے بنے ہوئے تھے۔ فیضی اور خانخاناں نے سنسکرت زبان میں ایسی مہارت پیدا کی تھی کہ بیسیوں سنسکرت کی پستکوں کا ترجمہ فارسی زبان میں کر ڈالا۔ چنانچہ نلدمن۔ رامائن۔ مہابھارت وغیرہ کتابیں فارسی میں انہیں کی ترجمہ کی ہوئی ہیں۔ اکبر کے زمانہ میں درباری زبان فارسی تھی اور ملکی زبان بھاکا۔ اگر اسوقت میں درباری زبان بھاکا ہوجاتی تو ہندی زبان کی بہت کچھ ترقی ہوتی اور بہت سی کتابیں علوم و فنون کی جو اسوقت میں رائج تھیں اس میں ترجمہ ہوجاتیں کیونکہ اکبر کا قاعدہ تھا کہ جس صوبہ یا ملک کو فتح کرتا تھا اسکے حاکم کو اپنے درباریوں میں داخل کرتا تھا اور وہ لوگ دربار میں رسوخ پانے کی نظر سے درباری زبان حاصل کرتی تھی۔ اسطرح ان مختلف مقاموں کے حاکموں کے درباری بنے اور دربار

دن یہاں کے باشندوں سے لین دین کرنے کے سبب زبان کی رنگت بدلتی گئی۔
چونکہ مغل لوگ سمرقند اور قندھار کے رہنے والے تھے اور انکی زبان ترکی تھی
اس وجہ سے قلعہ کی زبان میں ترکی الفاظ مثل قلما قلفنی۔ اُردا بیگنی۔ مغلانی
قلابچ۔ قاق وغیرہ بہت پائے جاتی ہیں۔ جب رانیاں محل میں داخل ہونے لگیں
پھر تو انکے میل جول سے قلعہ کی شہزادیاں بھی روزمرہ کے کاروبار میں ہندی
ہی زبان بولنے لگیں اور راجپوتانہ کے وہ بھدّے اور ثقیل الفاظ قلعہ کی نازک نداتی
کی بدولت وہ پیارے پیارے اور منجھے ہوئے ہوگئے ہیں جیسے کوئی غریب کا لڑکا امیر کے
ہاں تعلیم پائے

(۳۲) بابا تلسی داس برہمن ضلع باندا کے رہنے والے اسی عہد میں ہوئے
ہیں انہوں نے بہت سی کتابیں اسوقت کی بھاکا میں لکھی ہیں۔ انمیں ست سئی کی
اور راماین بہت مشہور اور مقبول ہیں۔ انکے سوا ہزاروں دوہے اور بھجن رات
دن لوگ گاتے پھرتے ہیں۔ ان سب میں فارسی عربی الفاظ جابجا پائے جاتے
ہیں جب دین دھرم تک کی کتابوں میں ان الفاظ کا رواج ہوگیا تھا تو عام کی
زبان میں تو بہت کچھ بولے جانے لگے ہونگے۔ چنانچہ تلسی داس نے یہہ الفاظ پڑھے
جابجا برتے ہیں گریب نواج (غریب نواز)۔ صاحب۔ جہاج۔ (جہاز) لوم سے آتی
برابری۔ اسوار۔ بکسش (بخشش) بجار (بازار)۔ باگ (باغ)۔ قرار پاسے
(فوج)۔ تراجو (ترازو) وغیرہ میں سے
... بھمن کون

دوہے

سیتاپت رگھوناتھ جی تم لگ میری دوڑ۔ جیسے کاگ جہاج کوں ... نے وہ الفاظ

(۳۳) اِنہیں دنوں میں سُور داس جی ہوے ہیں۔ اِنہوں نے سری کرشن جی کی اُستتی (تعریف) میں کہتے ہیں کہ ایک لاکھ اشلوک اور بھجن وغیرہ بنائے ہیں اور وہ ایسے مقبول ہوے ہیں کہ کوئی ہندو فقیر ہوگا جسکو سور داس جی کے دس بیس دوہے اور بھجن نہ آتے ہونگے۔ اِنکی زبان میں بھی عربی فارسی الفاظ بہت پائے جاتے ہیں

(۳۴) اب ۱۶۲۷ء میں شاہجہاں کا دور شروع ہوا۔ بادشاہ نے لاہور اکبر آباد دونو شہروں کو چھوڑ پرانی دلی کے پاس ایک نئی دلی شاہجہان آباد نام ۱۶۴۸ء میں بسائی اور اُسکو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ بادشاہ اور تمام ارکان دولت یہاں رہنے سہنے لگے۔ اہل سیف۔ اہل قلم۔ اہل حرفہ اور تجار وغیرہ مختلف قوموں اور مُلکوں کے آدمی سب ایک جگہہ جمع ہوگئے۔ اور یہاں کے باشندوں کے ساتھ ہر وقت ایک لین دین کی صورت نکلی۔ چونکہ ہر ایک کی بولی الگ الگ تھی۔ پیشہ وروں کو اُنکی بولی۔ اور اُنکو پیشہ وروں کی بولی سیکھنی اور سمجھنی ضرور ہوئی اس سبب سے اُس پہلے سے رنگ بدلی ہوئی بولی نے دفعتہً کچھہ اور ہی رنگ بدل لیا۔ چونکہ لشکر کے بازار کو اُردو کہتے تھے اس وجہ سے ...ری بولی کا نام بھی اُردو ہوگیا۔ اگرچہ اس زبان کی بنیاد تو غوریو... ...دان سے ہی پڑگئی تھی اور چار سو برس کے عرصہ میں یہاں مختلف خاندانو... ...ہو جانے سے بھاکا نے بہت کچھ رنگ بدل لیا تھا اور دوسری زبان قرار پا... ...ہت کچھہ مصالح جمع کرلیا تھا۔ صرف نام رکھا جاتا باقی تھا سو یہہ نام رکھو... ...جہاں نے حاصل کیا۔ اب یہاں روزمرہ کے برتاؤ میں بھی اُردو

آنے لگی - تحریری معاملات میں فارسی کام دیتی رہی - گانے بجانے میں وہی دوہے بھجن - گیت گائے بجائے جاتے تھے - اور قصبوں اور گانوں میں وہی بھاکا بولی جاتی تھی چنانچہ سنہ ۱۶۳۰ء میں جو بھگت مال لکھی گئی ہے اُسکی یہہ بھاکا تھی मांगन को चलते مانگن گوں دھائیو = مانگنے کو دھائے یعنے دوڑے

سنہ ۱۶۵۰ء میں گمبھیرا ای نے یہہ بھاکا لکھی ہے कोउ न छूवन न पावे = کوئی نہ چھونے پاوے -

(۳۵) اب روز بروز ہندی الفاظ اور محاورے کم ہونے لگے اور اُنکی جگہہ فارسی عربی الفاظ اور محاورے بھاکا میں داخل ہوتے گئے - اُسکے سوا بہت سے نئے محاورے اُردو میں ترجمہ ہو کر زبان کا جزو بنتے گئے - ابھی تک ہماری اُردو زبان نظم کی رنگینی بغیر پھیکی پڑی تھی کہ ولی نے محمد شاہ کے عہد میں دکن سے آکر اپنی نظم جسکا بہت کچھ ڈھنگ ہندی کا سا تھا اور جسمیں بہت سی ہندی الفاظ اور ہندی خیالات بندھے ہوے تھے پیش کی - چونکہ ابتک ہندی دوہے گیت وغیرہ سنے تھے یا فارسی عربی قصیدے وغیرہ پڑھے تھے - یہہ نئے ڈھنگ کی نظم کہ اسمیں ہندی اور فارسی دونو مزے آتے تھے بہت غنیمت معلوم ہوئی - اور میاں ولی نظم کے موجد قرار پائے ولی کی نظم اور دیوان دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت میں سے کو - ہمکو - ابھی - آنسو وغیرہ کی جگہہ سوں یا سیتی - کوں - ہمن کوں - ابھوں - انجھو وغیرہ بالترتیب بولتے تھے - ایک شاعر ولی نے وہ الفاظ

ترک کر دیئے زبان کے لحاظ سے ولی شاعر ہندوستان کا چوسر (ایک انگریزی پرانا شاعر) گزرا ہے اُس وقت سے نظم کو دن بدن ترقی ہوتی گئی۔ اور فارسی نظم کی تشبیہات۔ استعارات۔ خیالات اُردو نظم میں ڈھلنے لگے۔ بھاکا کی سادگی فارسی کی رنگینی کے آگے پھیکی معلوم ہونے لگی۔ ہندی کی سچی اور بدیہی اُوپماں فارسی کی خیالی اور عالی تشبیہوں کے روبرو ماند دکھائی دینے لگیں

(۴۶) اٹھارہویں صدی کے آخر میں شاہ عالم ثانی ہوئے۔ یہہ بادشاہ چونکہ خود بھی شاعر تھا اور آفتاب اپنا تخلص کرتا تھا اور چار دیوان اُردو نظم میں اسکی تصنیف سے ہیں۔ اِسکے زمانہ میں اگرچہ خانہ جنگی بہت ہی مگر پھر بھی نظم ترقی کرتی چلی گئی گو ایک قسم کے خیال یعنے عشق کی پھندی میں ایسی پھنسی کہ آجتک نکلنا نصیب نہوا۔ ابتک اُردو زبان بہت کچھ زبانوں ہی پر تھی۔ سوائے نظم کے کوی چیز لکھتے ہیں نہیں آئی تھی کہ زبان نے اُردو کی بنیاد پڑنے کے لحاظ سے چار سو برس بعد اور قایم ہو جانے کی رو سے دو سو برس بعد پھر ایک چکر کھایا یعنے اُردو کا انگریزی دور شروع ہوا

(۴۷) اب بڑے قصبوں اور شہروں میں اُردو زبان بولی جانے لگی تھی مسلمان فارسی میں خط و کتابت کرتے تھے۔ ہندو ناگری اور ہندی میں چٹھی پتری لکھتے تھے۔ مکتبوں میں الف بے تے کے بعد کریما اور خالق باری پڑھائی جاتی تھی۔ پاٹھ شالاؤں میں لکوں کے پیچھے سدّھو پڑھاتے تھے۔ گاؤں والے اپنی وہی بھاکا دس بیس فارسی الفاظ کہیں کہیں ملا کر بولتے تھے

غرض یہ صورت ہو رہی تھی کہ مرہٹے آپ کو دبائے جاتے تھے۔ انگریز آپکو مالک

بنتے جاتے تھے "دو عملی میں ہمارا آشیاں تھا"، کہ ۱۸۰۳ء میں دہلی پر انگریز
مرہٹوں کو نکالکر قابض ہو گئے۔ اس مرہٹی گھس پھس میں کچھ مرہٹی الفاظ مثل پائی۔
وغیرہ اُردو میں داخل ہو گئے۔ گو دہلی کے برباد ہونے سے لکھنو آباد ہو گیا تھا۔ اور
یہاں کے عالم فاضل وہاں چلے گئے تھے۔ مگر اُردو نظم نے وہاں بھی اپنی اُسی
روش میں ترقی شروع کی۔ بلکہ دہلی کی نسبت اُردو نثر میں عربی فارسی الفاظ
اسقدر بولے جانے لگے کہ شہر کے شہر میں ہی عام اور خاص کی زبان میں بڑا
فرق معلوم ہونے لگا۔

(۴۸) اب صاحبان انگریز ملک کے مالک ہوئے تو اُنکو خیال ہوا کہ ملک رانی کے واسطے
اس ملک کی زبان سیکھنی چاہیئے اور دیکھا تو زبان حاصل کرنیکا یہاں کوئی سامان موجود
نہیں۔ نہ کوئی قواعد کی کتاب ہے جو غیر ملک والوں کو زبان سکھانے کی کامل رہبر
ہوتی ہے نہ کوئی اور ہی اُردو زبان دانی کا رسالہ ہے جسکو الف بے تے کے بعد
پڑھایا جائے اسواسطے ضرور ہوا کہ کچھ کتابیں اُردو کے علم ادب میں بنائی جائیں
زبان کا مادہ تو تیار ہو ہی چکا تھا۔ صرف سرپرستی کا انتظار تھا۔ گورنمنٹ کا منشا
ظاہر ہوتے ہی میر شیر علی نے آرایش محفل لکھی۔ میر امّن دہلوی نے باغ و بہار
یعنی چار درویش تیار کیا۔ جان گلگرسٹ صاحب نے قواعد اُردو بنائی۔ شری
للوجی کوی نے ۱۸۰۴ء میں پریم ساگر رچی۔ الغرض روز کتابیں تالیف و
تصنیف اور ترجمہ ہونے لگیں۔ اب اُردو یہانتک مقبول ہوئی کہ اسمیں مذہبی کتابوں
کا بھی ترجمہ ہونے لگا چنانچہ مولوی شاہ عبدالقادر صاحب نے ۱۸۰۳ء میں قرآن
شریف کا ترجمہ کیا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے بہت سے رسالے لکھے۔ اب اُردو

زبان کا ستارہ اور بھی ترقی پر پہنچا کہ ۱۸۳۵ء میں سرکاری دفتروں میں فارسی
زبان کی جگہہ اُردو قایم ہوگئی۔ پس خیال کرنے کی بات ہے کہ جو زبان صرف لشکر
کی ہوکر ملکی قرار پائے اور ملکی سے درباری بن جائے اب اُسکی ترقی میں کیا
کلام ہے۔ درباری بنتے ہی قانون پر بھی اپنا قبضہ کرلیا چنانچہ سب سے پہلے اسمیں
تعزیرات ہند کا ترجمہ ہوا ہے۔ پھر دھرم شاستر اور شرع محمدی دونوں قانون
ترجمہ ہوئے۔ بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں مدرسے جاری کئے گئے۔ مدارس
کے واسطے علوم وفنون کا بھی ترجمہ ہونا شروع ہوا۔ چنانچہ دہلی میں مولوی
مملوک علی صاحب نے تحریر اقلیدس کا ترجمہ عربی سے اُردو میں کیا۔ مولوی
کریم بخش صاحب نے اُردو میں جبر و مقابلہ لکھا۔ مولوی صہبائی صاحب نے قواعد
اُردو وغیرہ بنائیں۔ ماسٹر رامچندر صاحب نے ریاضی میں مختلف کتابیں تالیف کیں۔ ۱۸۵۷ء
کے بعد سے تو مدارس گاؤں گاؤں میں ہوگئے اور ہر قسم کے علوم وفنون کے ترجمہ کا
چرچا پھیل گیا۔ جابجا اخبارات جاری ہوگئے سوسائٹیاں قایم ہوگئیں چنانچہ
علی گڈھ سوسائٹی نے بہت سی علمی کتابوں کا ترجمہ کرکے شایع کیا۔ حال
میں ماسٹر ذکا اللہ صاحب نے اِس اُردو کو علم ریاضی سے مکمل کردیا۔ الغرض
آج کل اِسقدر کتابیں تالیف و ترجمہ اور منتخب و مختصر ہوتی ہیں جنکی فہرست
کی اس مختصر رسالے میں گنجایش نہیں مگر اُنمیں اکثر سی حشرات الارض کی طرح
بہت ہی تھوڑی عمر لیکر آتی ہیں۔

اٹھارھویں صدی کے آخر کی اور ابکی زبان میں تو زمین آسمان کا فرق ہے
اِس انیسویں صدی کی زبان میں ہر دس برس کے بعد ایک نئی رنگت معلوم

ہوتی ہے کیونکہ ٹنگ - تلک وا چھرے کا کلو وغیرہ الفاظ اس صدی
کے شروع میں تو اُردو شعرا نے اپنی اپنی نظم میں باندھے ہیں اور وسط صدی
سے متروک کر دئیے ہیں - ایسا ہی قے کرنے کی آواز کے واسطے شیر کی
بولی بولنا - نظیر نے تو باندھا ہے - اب اس محاورہ کی جگہہ اونٹ کی بولی
بولنا قایم ہو گیا ہے + اور ابھی تک زبان کو ایک حالت نصیب نہیں ہوئی ہے
اور اسکے قیام کی صورت جب نظر آئیگی جب فارسی عربی زبانوں کی طرح انگریزی
الفاظ اور محاورات اپنا بخوبی تصرف کر لیں گے بلکہ اس اُردو نام کو بھی بدلکر
کچھہ اور نام رکھوا دیں گے کیونکہ آج کل بھی بعض آدمی بہت سی انگریزی الفاظ
محاورات اور خیالات خواہ مخواہ اس زبان میں گھسیڑے چلے جاتے ہیں اور
اس کو قدرتی تغیر قرار دیتے ہیں حالانکہ اسکا سبب شاید یہہ ہو کہ حاکم ملک کی
زبان میں تو وہ حاوی ہیں اور اپنی زبان میں عاری ہیں - اُن الفاظ - محاورات
اور خیالات کے قبول کرنے میں کسی کو کلام نہیں ہے جن سے ہماری زبان
[illegible]ن ہے اور ایسا ہی زبردستی قدرتی تغیر ہندی فارسی عربی دانوں نے
پہلے کیا تھا +

ہندی پر فارسی عربی بانونکا اثر

(۴۰) جو قوم دوسری ملک پر قابض ہوتی ہے وہ بہت کچھہ ایسی چیزیں
اپنے ہمراہ لاتی ہے جنمیں سے اکثر وہاں نہیں ہوتیں قاعدہ ہے جب کوئی شخص اپنے
ملک میں ایک جگہہ سے دوسری جگہہ سفر کرتا ہے تو ایک دو دن اشتہا - گرسنگی
جوڑے کے [illegible] کچھہ اور کھانے کا سامان - کچھہ حقہ پان و

لیتا ہے اور جب اُس مقام پر زیادہ رہنے کا موقع پڑتا ہے تو وہیں سے تمام چیزیں
خریدتا ہے اور اپنے موافق بنا کر برتتا ہے اور زیادہ قیام میں اپنے تئیں اُن
چیزوں کے موافق بنا لیتا ہے۔ جس صورت میں ایک قوم کی قوم کو محض غیر ملک
میں قیام کرنیکا موقع ملے اب وہ جو کچھ اپنے آرام کی چیزیں اپنے ساتھ لائے
وہ تھوڑے ہیں۔ پس اسی طرح اہل اسلام بھی تمام اپنے آرام کی چیزیں اپنی
ہمراہ لائے۔ بہتیری چیزوں کے نام تو ساتھ لائے اور بعضوں کے نام نئی ترکیب
دیکر یا اول بدل کر کچھ اور رکھ لئے۔

چنانچہ لباس میں بہت سی چیزیں ایسی لائے جنکا یہاں رواج ہی نہیں تھا مثلاً
چوغا۔ کرتہ۔ لبادہ۔ قبا۔ شیروانی۔ عمامہ۔ برقع۔ پوستین وغیرہ اور کچھ چیزیں
جو یہاں موجود تھیں مثلاً۔ بانہہ۔ انگوچھا۔ گیندوا۔ ناڑا۔ ستھن[1] یا ستنا۔
اُنکا نام بھی اپنی زبان کے خزانہ میں سے بالترتیب۔ آستیں۔ رومال۔ تکیہ۔ ازاربند اور پاجامہ
رکھدیا۔ اور آج تک شہروں اور قصبوں کے مسلمان ان چیزوں کو اپنے ہی
ناموں سے پکارتے ہیں۔ البتہ۔ ہندوؤں اور دیہات کے مسلمانوں میں یہہ ہندی
نام ابتک بولے جاتے ہیں اور پنجاب میں تو عموماً پیجامہ کی جگہہ ستھن یا ستنا ہی
بولا جاتا ہے۔

پہلے جو یہاں جامہ کا رواج تھا وہ حقیقت میں چغہ کا کام دیتا تھا۔ ٹوپی کو کلاہ
پگڑی کو دستار۔ دوپٹہ کو عمامہ۔ جوتی کو پاپوش صرف اُردو نظم میں لکھتے ہیں
[illegible] المانہ گفتگو میں بول جاتے ہیں۔

[1] یہ لفظ پنجابی ہے اور ہندی الاصل معلوم ہوتا ہے [illegible] اسمیں شبہ ہے
[illegible] بعد بنا ہے یا پہلے سے یہاں جاری تھا۔

کھانے پینے کی بہت سی چیزیں اپنے نام اپنے ساتھ لائیں مثلاً شیرمال۔ باقرخانی
پلاؤ۔ زردہ۔ مزعفر۔ متنجن۔ فرنی۔ حریرہ۔ مربّا وغیرہ اور بعض کھانی جو یہاں
موجود تھی اُنکا نام بھی اپنے خزانہ سے رکھدیا جیسے اُبالے ہوی چاولوں کا نام
جسکو ہندی میں بھات کہتے ہیں خشکہ رکھ لیا +

(۴۱) جو چیز یہاں موجود نہ تھی اور وہ چیز اہل اسلام نے خواہ ایجاد کی
یا اُسکو اپنے ساتھ لاے اُسکا نام اپنے خزانہ سے رکھدیا تو کوی جاے شکایت
نہیں۔ تصرف تو یہہ ہے کہ الفاظ ذیل ہندی میں موجود تھے اور پھر اُنکی جگہہ
فارسی عربی الفاظ بولنے لگے۔ اور وہ ہندی الفاظ ابھی تک ہندوستان کے
کسی نہ کسی حصّہ میں بولے جاتے ہیں یا لکھے جاتے ہیں۔ جو لفظ کسی خاص مقام
پر بولا جاتا ہے اُسکا حوالہ دیدیا ہے

ہندی رائج الفاظ		قایم مقام فارسی عربی الفاظ
مارگ	(سندھ پنجاب وغیرہ)	راستہ
چھیتا پھل	(کوٹا۔ بوندی۔ پاٹن۔ ٹونک۔ بھوپال)	شریفہ
جام پھل	″ ″	امرود
ڈارِم۔ داڑِم۔ داڑیوں۔ یا دیڑو	(اجمیر۔ جونپور۔ کوہ منصوری۔ نینی تال)	انار
مسی	(پوروب)	سیاہی (جو لکھنے کے کام آتی ہے)
سٙنِیت	(س[illegible]۔ پراکرت [illegible]) (سنتھال [illegible]	
[illegible] ساکھی		گواہ
لیکھنی		قلم

ہندی رایج الفاظ	قایم مقام فارسی یا عربی الفاظ	ہندی رایج الفاظ	قایم مقام فارسی یا عربی الفاظ
سُوچی سُوچی (ہندوستانی ریاستیں)	درزی	بھیت (دیہات)	دیوار
رِن (پورب)	قرض	تالا	قفل
تونڈی (پورب)	سرانگشت	باکھل (دیہات)	حویلی
مسیہان (پورب)	دوات	ہاٹ باہاٹ	دوکان
کالینڈا (ضلع فرخ آباد)	تربوز	جابیھہ	زبان
بَیْس (پورب)	عُمر	بولی	زبان
کِریا (پورب)	قسم	کھاٹ	چارپائی
رہٹہ (اضلاع فرخ اباد)	چرخہ	دیا۔ دیوا	چراغ
کینا (پورب)	خریدنا (فارسی خریدن سے)	بِندی	نُقطہ
بھاڑا	کرایہ	منتری	وزیر
بھڑیتی۔ بھڑیتا	کرایہ دار	مُدرا	مُہر
پولی (دیہات)	دروازہ	سیرا	حلوا
بتاس (پورب)	ہوا	جنتر	تعویذ
ہاتھی پول (ہندوستانی ریاستوں میں)	فیل خانہ	پھُول (دیئے کا)	گل (چراغ کا)
کپڑدوار (" ")	توشہ خانہ	پوتھی پُستک	کتاب
رنواس (رانی + باس)	محل	اِتہاس	تاریخ
[illegible] ندُستانی ریاستوں میں)	اصطبل	سُوچی پتر	فہرست
تھم[illegible]	ستون	بھومکا	دیباچہ

ہندی رائج الفاظ	قایم مقام عربی فارسی الفاظ
نیتی	قانون
دھرتی	زمین
ساونی	خریف
آساڑھی	ربیع
سُندر	خوبصورت
شُدھ۔سُدھ	صحیح
آدرسنکار	خاطر تواضع
کپول گینڈ (راجپوتانہ)	گل تکیہ (اُردو فارسی)
بِس	زہر
بھنڈار	توشہ خانہ مودی خانہ
بھنڈاری	داروغہ توشہ خانہ
رسوئی	باورچی خانہ
پاکستھلی	معدہ
سُسم (پورب) سیل گرم (پچھم)	نیم گرم شیر گرم
دیساپتی	عالمگیر
سُنتاپہہ	فکر
سوچ	غم

ہندی رائج الفاظ	قایم مقام عربی فارسی الفاظ
سنکٹ	سختی۔مصیبت
من	دِل
چھب	ادا
ابھلاکھا	آرزو
ابھیاس	شُدبُد
آپ سُوارتھی	خود غرض
اپرادھ	قصور
اپمان۔انادر	بے عزّتی
اتاولا	جلد باز
سنجوگ	اتفاق
سُندرتائی	خوبصورتی
اشُدھ	غلط
شُدھ پتر	صحت نامہ
اشُدھ پتر	غلط نامہ
رسوئیا	باورچی
رِنیا (پورب)	قرضدار
پَرِی پاک شکتی	قوت ہاضمہ
کھُدیا۔چھُدا	اشتہا۔گرسنگی

ہندی رایج الفاظ	قایم مقام فارسی عربی الفاظ	ہندی رایج الفاظ	قایم مقام فارسی عربی الفاظ
سنکلپ	وقف	کھیت	کِشت
اِبھمان	غرور	رہٹی	قِسط
بِپتا	مصیبت	پنّا	ورق
اُپاے	تدبیر۔ علاج	سنجھا پھولنا یا کھلنا۔	شفق پھولنا (عربی اردو)
کھوٹ	جُرم	انچھر	حرف
اُتّر	جواب	پنکتی	سطر
تاول	جلدی	لکیر	خط
اُتّم	عُمدہ	اٹّا (فرخ آباد)	شریفہ
مدھ مدھو	شہد	پرارتھنا	دُعا
بیاج	سُود	بھاگ	قِسمت
ٹہلا	تقریب	لہنا	نصیب
اُجاگر	ظاہر	کرم	مقدر
اچرج	تعجب	للاٹ	تقدیر
اچنبا	حیرت	پرالبدھ	طالع
اُجالا	روشنی	کہاں کہ	چہ جائیکہ
اِچھا	مرضی	کہاں یہ کہاں وہ۔	کجا یہ کجا وہ (فارسی کی قسم)
کِسان	کاشتکار	سانجھ	شام
کِسانی	کاشتکاری	پرنت	لیکن

هندی رایج الفاظ	قایم مقام فارسی عربی الفاظ
اوشٹے	ضرور
پیچھے	بعد
پشچات	بعد ازاں
بچن	قول
باس	بُو
نراس	نااُمید۔ مایوس
بھانت	قِسم
روک۔ روکڑا	نقد
روکڑ	نقدی
ارتھ	مطلب
مہاراج	حضور۔ جناب
روآں	مسام
موہر	اشرفی
آس	اُمید
انت کو۔ انت کال ۔ ندان	آخرکار۔ آخرش
اوکھد	دوا
کراوت	آرہ۔ ارّہ
ملیکم حما ۔ کبھیلد	جسکا اِم

هندی رایج الفاظ	قایم مقام فارسی عربی الفاظ
اٹم	انبار
آپ روپ	حضرت (طنزاً)
اٹل	لازوال
اٹھواڑہ	ہفتہ
دِن	روز
رات۔ نس	شب
رین۔ رانزی	لیل
ساکھ	فصل
دھرتی	زمین
کھڑی کھیتی	فصل ایستادہ
بوار	تخم ریزی
جوت	قلبہ رانی
سنگھ۔ سیہ	شیر
ناہر	شیر ببر
سما	زمانہ۔ وقت
بیلا	وقت
پاس۔ لگ بھگ	قریب
درپن	شیشہ آئینہ

ہندی رائج الفاظ	قایم مقام فارسی یا عربی الفاظ
بِشواس	یقین
تِکھونٹ	مُثلّث
چَوکھونٹ	مُربّع
لنبائی	طُول
چَوڑائی	عرض
اٹھوانس	ہشت پہل۔ مثمّن
شبد	لفظ
ارتھ	معنی
پَدیا	[illegible]
کونہ	زاو
اوڑ	طرف
دُوار	دَروازہ
سِوانہ	سرحد۔ حد
بئیربانی۔ بئیر۔ رنڈی۔ اِستری۔ تریا	عورت
پریوجن	مطلب
پھیر	تبدیل

ہندی رائج الفاظ	قایم مقام فارسی یا عربی الفاظ
اِدھک	زِیادہ
گورُو	مویشی
پَرکار	طرح
اَچیت	متاسیا
دھن	مال
رُوپ	صُورت
بن	جنگل
ٹھیک	درست۔ بجا
لُچّا	بدمعاش
گُنڈا	شُہدا
پرگھٹ	روشن
انیاو	ظُلم
انیائی	ظالِم
سب۔ سارا	تمام
بہت	نہایت
داکھ	مُنقّٰی
سوڑ	لحاف
سوریہ	نوشک

ہندی رایج الفاظ	قایم مقام فارسی عربی الفاظ	ہندی رایج الفاظ	قایم مقام فارسی عربی الفاظ
جنگ	زنگ	چڑیا	پرند۔ مرغ
نرجیا۔ تک تکھڑی	ترازو	پالان	زین
		چوکی	تخت۔ کرسی
سویرا۔ تڑکا	صبح	مانجھی۔ کھویا	ملّاح
چھری	چاقو	ناؤ	کشتی
اپدیش	نصیحت	پالن	پرورش
چٹھی	خط	ان داتا	غریب پرور

(۴۲) عربی فارسی الفا[illegible]ت سی ہندی الفاظ عام بول چال مین سی موقوف ہوگ[illegible] الفاظ جنکو سب بولتے اور لکھتے ہیں قایم ہوگئے ہیں۔

ہندی متروک الفاظ	قایم مقام فارسی عربی الفاظ	ہندی متروک الفاظ	قایم مقام فارسی عربی الفاظ
باد	مقدمہ	ستیست	موم
بادی	مدّعی	ساکھی	گواہ
پرتی بادی	مدعی علیہ	لیکھنی	قلم
کانڈو۔ کندوئی	حلوائی	مسیہان	دوات
سوچی	درزی	کلینڈا (فرخ اباد)	تربوز
رن	قرض	اتّا (فرخ اباد)	شریفہ
مسی	سپاہی	کینتا (صرف پورب مین بولتے ہیں)	خربینا

ہندی متروک لفظ	قایم مقام فارسی عربی لفظ	ہندی متروک لفظ	قایم مقام فارسی عربی لفظ
بھڑپتی	کرایہ دار	اوشئے	ضرور
مدھ۔مد	شہر	پرکار	طرح
بیلا	وقت	پیہہ	چربی
پریوجن	مطلب	سلیکھما	زکام
ادھک	زیادہ	تونڈی	سرِ انگشت
گورو	مویشی	کِریا	قسم
باڑھ	میدان	چُھرا	اُسترہ
پرکاش	معلوم	بسیٹھ	قاصد
پرگھٹ	روشن	ایٹھ	دوست

اِن غیر ملک کے الفاظ نے اپنے مقابل کے اکثر ہندی الفاظ کو متروک و قریب متروک کے کردیا ہے اور اِن فارسی عربی الفاظ میں سے ہر لفظ کو ہر گنوار جو چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں رہتا ہے بولتا ہے اِنکے سوا اور بہت سے الفاظ ہیں جنکے عام فہم مترادف ہندی میں نہیں ملتے ہیں اور اُنکو سب لوگ بولتے ہیں جیسے تجویز۔ تبدیلی۔ بدلی۔ موافق جبر۔ زبردست۔ کفن۔ قریب۔ غریب۔ گز۔ شُکریہ۔ زین۔ پرند۔ سیر (اسپرٹھ سیل) تماشا۔ تنخواہ۔ دوشالہ۔ پستہ۔ بادام۔ خوان۔ کفگیر۔ دیگ۔ تنور۔ حمام۔ شمعدان حقہ۔ نماز۔ عید۔ جلّاد۔ صرّاف۔ صندوق۔ کاریگر۔ رخت۔ باربرداری۔ قُمری۔ رقعہ۔ جُلّاب۔ دلّال۔ فرّاش۔ مزدور۔ وغیرہ۔

(۲۴) بہت سے عربی فارسی آسان الفاظ گنواروں کی بولی میں داخل

ہوگئے ہیں اور وہ اُن سے ایسے واقف ہوگئے ہیں جیسے وکیل اور سرکاری آدمی۔ کچھ لفظ تو سنسکرت الاصل لفظوں کے ساتھ بولے جاتے ہیں اور ایک خاص ملتے جلتے معنے رکھتے ہیں جیسے طرف۔ اوڑ + مکان۔ گھر + رستہ۔ سڑک + دروازہ۔ دوار + آباد کرنا۔ جوتنا + زمین۔ دھرتی + عورت۔ رنڈی + سرحد۔ سوانہ وغیرہ اور بعض الفاظ اپنے آپ برتے جاتے ہیں جیسا کہ دفعہ (۴۲) میں بیان کیے گئے ہیں۔

(۴۴) بعض فارسی عربی الفاظ ایسے پھیلے ہیں کہ وہ دیہات میں زیادہ بولے جاتے ہیں اور شہروں میں کم برتے جاتے ہیں جیسے ع صیغہ جمع اُمرا کو گنوار اُمراؤ بمعنی دولتمند صیغۂ احاد میں بولتے ہیں۔ ع ف طالع ور کو تالے ور یا تالے ور بمعنی مالدار (یہہ لفظ تالے بمعنی قفل کے سبب پھیلا ہے کیونکہ مال کو اکثر تالے میں رکھتے ہیں)۔ ع صریحاً کو گنوار اور شہروں کی ہندو عورتیں سرین تلفظ کرتی ہیں اور دیکھتی آنکھوں کے معنی میں بولتی ہیں۔ ف سوگند = گ ر دو سُگند (اسکو شہر والے بالکل نہیں بولتے)۔ ع لتا (= کپڑا) اسکو گنوار کیلا بھی بولتے ہیں اور کپڑے کے ساتھ بھی بولتے ہیں جیسے (۱) واکے لتے اُتار لئے (۲) تیرے پا کچھ کپڑا لتا ناہے +

(۴۵) اگرچہ ہندوستان کی کوئی زبان اور کوئی پیشہ ایسا نہیں ہے جسمیں عربی فارسی الفاظ تھوڑے بہت نہ پائے جاتے ہوں مگر پیشہ معماری میں سب سے زیادہ فارسی عربی الفاظ اور محاورے ملتے ہیں۔ اس کا یہ سبب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے پہلے ہندوستان میں عمارتوں کی اتنی قسمیں اور تراش و خراش نہ تھی۔ بیشتر عمارت بہت بنتی تھی۔ اینٹ کا۔ اور پتھر کا نقشین اور گھڑوان کام کم بنتا تھا پھورا کے محل اور بُت خانے جو دہلی کے جنوب کی طرف قطب [illegible] قائم ہیں ہندوؤں کی سب سے

پرانی عمارت کا نمونہ ہیں ویسی طرح سے اب انگریزی عمارت کے سبب ہزاروں انگریزی الفاظ اردو زبان میں داخل ہوتے جاتے ہیں

معماری کی عربی فارسی اصطلاحیں

ع ردّا (ردّہ کے معنی ہیں پہلے کو رد یا دور کیا۔ اس سے یہ معنی ہوئے کہ پہلی اینٹیں یا پتھر جو مٹی یا چونے سے ڈھک گئیں تو گویا وہ دوسری نئی اینٹوں اور پتھروں کے سامنے ردّ ہو گئیں) ۔ساہول۔ سول (ترکی شاقول۔ یہ ایک پتھر کا گولا او سوت ہے جس سے دیوار کی سیدھ ناپتے ہیں۔ اسی سے فعل سولنا بنا ہے جسکے معنی ہیں سول سے دیوار کی سیدھ ناپنا)۔

کوبا (ف کوبیدن سے بنا ہے)۔ سہ درہ۔ تہ زمین۔ برج۔ مرغول (= کٹواں محراب) محراب۔ ستون (کھم یا تھم)۔ دروازہ۔ تاج (دروازہ کا نکلا ہوا حصہ)۔ در۔ فرش شہ نشین۔ صحنچی۔ سہ درہ سنگین۔ سہ درہ چوبی۔ زنجیر (اسکے واسطے لفظ سانکل یا سنکل موجود تھا اور ہے)۔ ممبر۔ دیوار (اسکے واسطے بھیت موجود ہے)۔ کرسی۔ خاتم بندی کی چھت۔ چشمہ بندی کی چھت۔ طلائی کام۔ لاجوردی تحریر۔ مینارہ۔ نقشین کام۔ مینت کاری کا کام۔ حوض۔ فوارہ۔ نہر۔ تختہ۔ پختہ۔ خام۔ علین۔ دریچی۔ روشندان۔ استر طاق (= ہندی آلا۔ دیہاتوں میں بولا جاتا ہے)۔ تہ خانہ۔ طاقچہ۔ زہ۔ پشتیبان (ہندی ہھنی)۔ کہگل۔ گردا۔ حلقے۔ زینہ۔ باورچی خانہ۔ آبدار خانہ۔ پیخانہ۔ تاریچہ۔ بدررو۔ بنیاد۔ بزہ دار کی قلم۔ آتشدان۔ بازو۔ پیچ۔ سقف۔ دالان۔ دہلیز۔ خشت۔ برجی۔ ہشت پہلو۔ ہشمن ۔ مقبرہ۔ مکان۔ محل۔ دکان۔ محلسرا۔ زنانخانہ۔

(۴۶) قطع نظر ان کے ناموں کے جنمیں سے بہتیرے نام اُن چیزوں کے یہاں نہونے کے سبب داخل ہوئے اور بہتیرے نام زبردستی تصرف کے سبب چلے

کہ ہمیشہ غیر قوم کے داخلہ کے سبب ہوا کرتا ہے یہاں رایج ہوے بہت سے الفاظ فارسی صرف نحو کے مثل اسم ۔ فعل ۔ حرف وغیرہ ہندی میں داخل ہو گئے اور پہلے ہندی اسم ۔ فعل ۔ حرف وغیرہ کو متروک کر دیا گو وہ ہندی الفاظ ابھی اپنے ماباپوں یعنے ہندؤں کی گود میں کھیلتے پھرتے ہیں چنانچہ فارسی عربی کے اسم فاعل ہندی میں بہت سے داخل ہو گئے ہیں اور اُنکے وزن پر بہت سے اسم فاعل ہندی الفاظ کے میل سے بنائے ہیں جیسے کبوتر باز ۔ تیتر باز ۔ سمجھ دار ۔ گاڑی بان ۔ اسم ظرف میں پاندان ۔ پیک دان ۔ ناگردان وغیرہ بنائے ہیں حرف استثنا پر پرنتو کی جگہ مگر ۔ لیکن ۔ اِلّا وغیرہ ۔ حرف نفی نا ۔ بِسر پنا ۔ اور بِن کی جگہ نہ ۔ نے ۔ بغیر ۔ حرف تردید وا ۔ اتھوا کی جگہ یا ۔ خواہ ۔ پشچات کی جگہ بعد ازاں

نسبتی ہندی وال اور یا کی جگہ جو ہندؤں میں برابر بولی جاتے ہیں فارسی کی نسبتی الفاظ اختیار کر لئے ہیں ۔ جیسے دلیوالی ۔ دلّی وال کی جگہ صرف اُردو والے دہلوی لکھتے پڑھتے ہیں اور باقی شہروں کے ناموں کے ساتھ والا ۔ اہل وغیرہ لگا کر نسبت ظاہر کرتے ہیں مگر ہندی میں اکثر شہروں کے ناموں کے آخر میں یا لگاتے ہیں جیسے جیپوریا ۔ بھرت پوریا ۔ رامپوریا +

ہندی صیغہ جمع کی علامت اوں عربی فارسی الفاظ کے ساتھ بھی لگا کر جمع کا صیغہ بناتے ہیں جیسے عورت ۔ مرد ۔ شہر کی جمع عورتوں ۔ مردوں ۔ شہروں آتی ہے ۔ ہندی زبان میں مُفرد اور مرکب مصدر دونوں موجود ہیں اور پھر بہت سی مصادر کی جگہ عربی فارسی الفاظ کے میل سے مرکب مصادر بن گئے ہیں جیسے پرسن ہونا ۔ چھو

ہونا۔ جھنجلانا۔ کرودھ کرنا۔ باٹ دیکھنا۔ باٹ جوہنا۔ ستانا۔ ماننا۔ سوچنا۔ مکرنا
پچھتانا۔ کھنا۔ وغیرہ کی جگہ بالترتیب خوش ہونا۔ غصے ہونا۔ خفا ہونا۔ غمگین ہونا
انتظار کرنا۔ راہ یا رستہ دیکھنا۔ دق کرنا۔ منظور یا قبول کرنا۔ فکر کرنا۔ انکار کرنا۔
پشیمان ہونا۔ شرمندہ یا محجوب ہونا یا شرمانا۔

اسکے سوا فارسی عربی کے مصدر یا مشتقات سے ہندی مصادر بنائے ہیں جیسے
گزشتن۔ فرمودن۔ قبول۔ بدل بخشیدن لرزیدن۔ نواختن۔ شرم سے گزرنا۔
فرمانا۔ قبولنا۔ یا قبول کرنا۔ بدلنا یا بدل دنیا۔ بخشنا۔ لرزنا۔ نوازنا۔ شرمانا۔

اُردو کا تصرف

(۴۷) جس طرح ہندی والوں نے سینکڑوں عربی فارسی الفاظ کا تلفظ
اپنے موافق بنا لیا ہے اسی طرح اُردو والوں نے بھی بہتیرے ہندی لفظوں کو اپنا
تلفظ دیدیا ہے اور اس تلفظ سے یہ شبہ پڑنے لگا ہے کہ شاید ان الفاظ کی
اصل عربی فارسی ہے۔ جیسے ہندی۔ سونپھ۔ چینکھ۔ شلاکھ۔ جنل۔ چٹکھارا۔ گٹ
گڑپ۔ چکھ۔ پکھ۔ چیکھنا۔ بیاج۔ شکر کند۔ جات۔ وغیرہ الفاظ کو اردو میں
سونف۔ چینخ۔ سلاخ۔ زٹل۔ چٹخارا۔ غٹ۔ غڑپ۔ چخ۔ پخ۔ چیخنا۔ بیاز۔ شکر قند۔
ذات (بمعنی قوم) لکھتے اور بولتے ہیں۔ اسی طرح ریکھ۔ پٹکنا۔ جامن (جمانے والا)
کلا۔ کو۔ ریخ۔ پٹخنا۔ ضامن۔ قلا۔ کر لیا ہے۔

(۴۸) اُردو کی بدولت ہندی کے کچھ الفاظ ایسے بھی ہو گئے ہیں کہ وہ
اب صرف دیہاتوں میں بولے جاتے ہیں مگر شہروں اور قصبوں میں مرکب یا مشتق
الفاظ کی صورت میں پائے جاتے ہیں۔ جیسے پول۔ دروازہ۔ گاڈر۔ بھیڑ

- بتاس (ہوا) نوہ (ناخن) وغیرہ الفاظ اب ترپولیہ (تین دروازہ) - ہاتھی پول (فیل خانہ) - گڈریہ (گادڑ یعنی بھیڑ چرانے والا) - بتاسہ (ایک قسم کی مٹھائی جو بتاس یعنے ہوا کے بھر جانے سے بنتی ہے) ٹھہرنا یا ٹھٹھا وغیرہ مرکب الفاظ میں پائے جاتے ہیں -

(۴۹) ہندی میں بعض چیزوں اور افعال کے واسطے جو کئی مترادف الفاظ خواہ قومی یا مقامی اختلاف کے سبب پائے جاتے ہیں اُردو والوں نے اُنمیں سے اکثر ایک لفظ اختیار کر لیا ہے اور بعض وقت اُسی چیز کے دوسرے نام کو کسی اور موقع پر استعمال کرتے ہیں - اور جہاں بعض چیز کے لفظی لباس کی دو تین صورتیں ہیں اُنمیں سے بھی ایک ہی صورت اُردو میں اختیار کی گئی ہے - اب یہ فرق الفاظ میں گنواری - ہندی - اور اُردو تین قسموں کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا ہے اور مقابل میں وہ عربی فارسی الفاظ لکھدئے ہیں جو اُردو میں اختیار کر لئے ہیں -

گنواری الفاظ	ہندی الفاظ	اُردو الفاظ	عربی الفاظ
کاکا	چاچا	چچا	عمو
لکنا - ڈبکنا	چھپنا - دبکنا	چھپنا	پوشیدہ ہونا
لکانا - ڈبکانا - چھپونا	چھپانا - دبکانا	چھپانا	پوشیدہ کرنا
ساڈھو -	سارٹھو -	ساڑھو -	ہمزلف
لاڑنا - گیرنا - ڈاٹنا -	ڈالنا - گیرنا -	ڈالناں گرانا	
لگائی - گھروالی -	لگائی - گھروالی - جورو - استری	گھروالی - جورو	زوجہ
بڈارنا - ڈگارنا -	کاڑھنا - نکالنا	نکالنا	

[1] اُردو میں کاڑھنا اپنے دوسرے معنے بنانے میں برتا جاتا ہے جیسے کشیدہ یا پھول بوٹا کاڑھنا

گنواری الفاظ	ہندی الفاظ	اُردو الفاظ	ع ف الفاظ
کھیدنا۔ تاڑنا[1]			
کاڈھنا۔ نِکاشنا	نِکالنا۔ کاڑھنا	نِکالنا	
لِکاسنا۔ نکاسنا			
بھلا۔ اچھو۔ اچھی	بھلا[2] اچھا	اچھا	اشراف (صرف ایک معنی میں مترادف ہے)
دھرنا	دھرنا[3] رکھنا	رکھنا	
بڑنا	گھسنا	گھسنا	داخل ہونا
سوٹ	کر[illegible]	کڑی (لکڑی)	
پیٹھی	پیٹھ[illegible]	پیٹھی[4] پیٹھی	
سیکوان	پراونٹھا	پراٹھا	
بچھاون	بچھونا	بچھونا	بستر
آنگن	آنگن	انگنائی	صحن
آنچ	انچ۔ اگن۔ اگنی	آگ	آتش

[1] اُردو میں تاڑنا پہچان جانے کے معنے میں آتا ہے [2] اُردو میں بھلا اکیلا نہیں آتا۔ مانس کے ساتھ آتا ہے جیسے بھلا مانس۔ بھلمنسات۔ [3] اُردو میں بہت ہی کم آتا ہے [4] صرف مسلمان بولتے ہیں۔

گنواری الفاظ	ہندی الفاظ	اُردو الفاظ	ع ف الفاظ
آنگی۔ انگٹ	آنگی	انگیا چولی	محرم
پاڑنا	گھسیڑنا	گھسیڑنا	اندر کرنا داخل کرنا
لُون۔ نونڑ	نون لون	نون	نمک
مانڈا	منڈا مانڈا پھلکا	چپاتی پھلکا	
پیڑیاں۔ سِڈّیاں	پیڑیاں پرکالا	سیڑھیاں	زینہ
جَل پانڑیں	جل پانی نیر	پانی	آب
چھونکنا	چھونکنا	بگھارنا	
پونا۔ پکانا۔	کرنا۔ بنانا پکانا	پکانا	
ہالن ڈولن۔ بھونچال	بھونکمپ۔ بھونچال	بھونچال۔ امن چین	زلزلہ
کروندا	کروندا	گکروندا۔ کروندا	

۱ یہ لفظ ملنے کے موقع پر اکثر بولا جاتا ہے ۲ مسلمان اکثر بولتے ہیں ۳ ہندو اکثر بولتے ہیں۔
۴ مسلمان اکثر بولتے ہیں ۵ روٹی پکانے کی جگہ ۶ ہندو اکثر روٹی کرنا بولتے ہیں
۷ مسلمان اکثر بولتے ہیں ۸ مسلمان عورتیں بولتی ہیں ۸ صرف مسلمان بولتے ہیں ۹ صرف ہندو بولتے ہیں

گنواری الفاظ	ہندی الفاظ	اُردو الفاظ	ف ع الفاظ
کُرلا۔ کُرڑلا۔ چُرڑو	کُلّا[1]۔ چُلو۔ آچمن	کُلّی	غراره
تیئن۔ تِنیوں۔ لگاؤن	ساتھ کو	سائن[2]۔ ساتھ کو	
ساڑا۔ سارا	سالا	سالا	خُسرپوره
چُون۔ چُونٹ	چُون (پچھم) پان (پورب)	آٹا	آرد
گڈوا گڈی	گڑہی۔ لوٹا	لوٹا	
ماجی	ماجی	عُمانی	
لوہی	لوئی (آٹے کی) لوہی	پیڑا[3] (آٹے کا)	
ہُنڈی	ہُنڈی	ہنڈوی	
اِکلو	اِکلا اِکلّا اکیلا	اکیلا	تنہا
چینٹی	چِینٹی چینٹی	چیونٹی۔ چیونٹی۔ کیڑی	
نتارنا	نِتارنا	نِتھارنا	
تالی۔ تارڑی	تالی	کُنجی۔ چابی[2] یا چابھی	

[1] ہندو بولتے ہیں [2] صرف مسلمان بولتے ہیں۔ [3] صرف مسلمان بولتے ہیں۔ [4] یہ لفظ اصل کے لحاظ سے بالضم صحیح ہے کیونکہ سنسکرت इ्षाड्का ہے۔ [5] مسلمان عورتیں بولتی ہیں [6] صاحبان انگریز اور انکے ملازم بولتے ہیں۔

گنواری الفاظ	ہندی الفاظ	اُردو الفاظ	فارسی الفاظ
	ماما	ماموں	
ساتسڑ / ساسو	ساسو	ساس	خوشدامن
سُسرو۔ سُسرڑا	سُسرا	سُسرا / سُسر	خُسر
ما۔ / مہتاری	ماتا / مہتاری / ما	امّاں / ماں / مُتیا	والدہ
بیرا / بھئیا	بھائی / بھراتا / بھئیا	بھائی	برادر
بہنڑ / بہنڑاں / باہن / باہنڑ	بہن / بھگنی / بہنا	بہن / بھینا	ہمشیرہ
دھیوتا	دھیوتا / ناتی (پورب) / دھیوتا	نواسہ	نبیرہ۔ نبسہ
نھاور۔ بار	سنیچر	سنیچر (شنبہ)	ہفتہ۔ شنبہ
بھیڑا۔ بھیڈ / گادڑ	گاوڈر / بھیڑ	بھیڑ	

ا صرف مسلمان بولتے ہیں کے عورتیں آپس میں بولتی ہیں کے ہندو مطلق نہیں بولتے ہیں

گنواری الفاظ	ہندی الفاظ	اُردو الفاظ	فارع الفاظ
باپُو	باپ	باپ	والد
باوا	باوا	باوا	
	بابُل		
بابُو	بَبلا		
دھیُوتی	دھیُوتی	نواسی	
مانٹ	مٹکا	ٹھلیا	
مٹکو		مٹکا	

(۵۰) ہندو مسلمانوں میں سب سے زیادہ فرق کھانے پینے اور مذہبی معاملات میں ہے اسی سبب سے اس قسم کے الفاظ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ ہندو اپنی ہندی الفاظ برتتے ہیں۔ مسلمان اکثر اپنے عربی فارسی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

ہندُو بولتے ہیں	مسلمان بولتے ہیں	ہندُو بولتے ہیں	مسلمان بولتے ہیں
جاترا	زیارت	جوگی	فقیر
اوتار	نبی۔ پیغمبر	ویدانتی	صُوفی
رِشی	عارف	سُمیر (مالا کا بڑا دانہ)	امام (تسبیح کا)
بَرَت	روزہ	پوجا۔ پوجاپاٹ	پرستش
مت	مذہب	ماس	گوشت
دھرم شاستر	شرعِ محمدی	اُرد	ماش (ہندی لفظ)
شِرادھ	فاتحہ	سنت	سالک

۱ے گیتوں میں آتا ہے ۔۔۔ گورمیں عصر اُوتی ہیں ۔۔ صرف مسلمان بولتے ہیں۔

ہندو بولتے ہیں	مسلمان بولتے ہیں	ہندو بولتے ہیں	مسلمان بو۔
استتی	حمد۔ مدح	برتی	روزہ دار۔ روزدار۔
جاتری	زائر	تپیشری	
		تپشی	عابد
پرتی	روزہ خور		
[illegible]	مجذوب	سودھی	متقی۔ پرہیزگار
مندر	مسجد	دھرم	دین
تیوستھا	فتوی	رام	
			خدا۔ اللہ
شاستر	شرع	ایشور	
گرو	پیر	سنکلپ	وقف
بیراگی	تارک الدنیا	چیلا	مرید
	درویش		خدارسیدہ
		سدھ	ولی۔ پہنچا ہوا
ویدانت	تصوف		
مالا جپنا یا پھیرنا	تسبیح پھیرنا۔ ہلانا	مالا سمرن	تسبیح
	یا بجانا	بھجنا (رام کو)	یاد کرنا (خدا کو)
چھونک	بگھار (ہندی لفظ)	تھالی	رکابی
کڑوی کھچڑی	حاضری	اٹھاونی	پھول (مردہ کی ایک رسم)
کڑوی روٹی	بھتی (پورب)	سودھ	اتقا۔ پرہیزگاری
تپشیا	عبادت	بھجن	مناجات
سادھو سادھ	زاہد		

گ. ملے سوا اٹھواڑہ کے دنوں کے نام مسلمان ۔ ہفتہ ۔ یا شنبہ ۔ یک شنبہ یا اتوار ۔
(ہندی لفظ ہے) دوشنبہ یا پیر ۔ سہ شنبہ یا منگل (ہندی ہے) ۔ چہار شنبہ یا بدھ ۔
(ہندی ہے) ۔ پنجشنبہ یا جمعرات ۔ ششنبہ (بہت کم) ۔ یا جمعہ بولتے اور لکھتے ہیں
ہندو ۔ سنیچر یا تھاور ۔ اتوار ۔ سوموار یا پیر (فارسی) ۔ منگل ۔ بدھ ۔ برسپت ۔ بیپھے یا
جمعرات (فارسی ہندی) ۔ شُکّر یا جمعہ (عربی) بولتے ہیں اسی طرح مہینوں کے نام
مسلمان اپنے عربی فارسی نام برتّتے ہیں ۔ ہندو اپنے ہندی نام لکھتے پڑھتے ہیں او
انگریزی مہینوں کے نام اب سب لوگ بولتے اور لکھتے ہیں سنہ ہجری ۔ ہندی ۔
انگریزی اور فصلی چاروں رائج ہیں ۔ فصلی صرف پٹہ قبولیت وغیرہ میں لکھے جاتی ہیں
انگریزی سب لکھتے ہیں ۔ ہندی صرف ہندو لکھتے ہیں ۔ ہجری صرف مسلمان لکھتے ہیں

(۵۱) جس طرح اردو والوں نے بہت سے فارسی اصطلاحوں کو اردو میں
ترجمہ کر لیا ہے ۔ اسی طرح ہندی اصطلاحوں کے معنے فارسی لفظوں کو دیکر نئی
اردو اصطلاحیں قایم کر لی ہیں مثلاً

فارسی اصطلاح	اردو اصطلاح بذریعہ ترجمہ	ہندی اصطلاح
از جامہ بیروں شدن	جامہ سے باہر ہونا ۔ پیجامہ یا دھوتی سے باہر ہونا یا نکل پڑنا	پھولے انگ نہ سمانا
دل از دست رفتن	دل ہاتھ سے جاتا رہنا	
دل دادن	دل دینا = عاشق ہونا	
از جان گزشتن	جان سے گزرنا	جی دینا ۔ مرنا ۔ جی پہ کھیل جانا

فارسی اصطلاح	اُردو اصطلاح بذریعہ ترجمہ	ہندی اصطلاح
سفید شدن	سفید ہوجانا یا پڑجانا	پیلا پڑنا۔ لہو سوکھ جانا
عرق عرق شدن	عرق عرق ہونا	پانی پانی ہونا۔ پسینہ پسینہ ہونا

کھال کھینچنا گو پوست کشیدن کا ترجمہ سا معلوم ہوتا ہے مگر یہاں کی قدیم سزا کھال کھینچکر بُھس بھروانے سے یہ ہندی کا قدیم محاورہ ہے۔

ہندی اصطلاح	اُردو اصطلاح بذریعہ ترجمہ	
آس (حمل)	اُمید (حمل)	
آس سے ہونا	اُمید سے ہونا	

(۵۲) اُردو نے بعض سنسکرت یا ہندی شبدوں اور عربی فارسی لفظوں پر یہ تصرف کیا ہے کہ اُنکے اصلی معنی قریب متروک کے کردئے ہیں اور دوسرے معنی اُنکو پہنادئے ہیں مثلاً سنسکرت खुर اور ہندی کھُر جسکے اصلی معنی گھوڑے یا گائے وغیرہ کا ناخن ہیں مگر اب اُردو میں صرف گائے بھینس بکری ہرن وغیرہ کے چِرے ہوئے پاؤں کے واسطے آتا ہے۔ سنسکرت क्षीर (دودھ) = ہندی کھیر اور چھیر۔ پُرانی ہندی میں اسکے معنی دودھ کے پائے جاتے ہیں۔ اب اُردو میں ایک قسم کا کھانا ہے جو دودھ اور چاولوں سے بنتا ہے نِرت اسکے اصلی معنے ناچنا ہیں چنانچہ مندروں میں یہ لفظ اسی معنی میں برتا جاتا ہے۔ مگر اُردو میں اب رنڈی کے بھاؤ بتانے کو بولتے ہیں۔

کتھک سنسکرت ہے اسکے اصلی معنی ہیں کتھا کہنے والا مگر اب ناچنے اور بتانے والے لڑکے کو کہتے ہیں

اسی طرح اُردو میں دوسری زبانوں کے الفاظ کا حال ہے جیسے تکمہ ترکی میں گھنڈی کے

کے معنی دیتا ہے چنانچہ یہاں بھی علاقہ بندوں میں اسی معنی میں بولا جاتا ہے اور نور جہاں بیگم کے اس شعر سے بھی ظاہر ہے ۵ تُرانہ تکمۂ لعل ہست در لباس حریرؔ شدہ است قطرۂ خونِ منت گریباں گیر ۔ مگر عام بول چال میں اب حلقہ کے معنی ہو گئے ہیں۔

حرامزادہ۔ عربی حرام اور فارسی زادہ سے بنا ہے اور اسکے معنی ہیں حرام کا جنا۔ مگر اُردو والی زیادہ تر شریر کو کہتے ہیں

یونانی میں فیلسوف کے اصلی معنی محب الحکمت۔ حکیم یا ڈاکٹر ہیں مگر اُردو والے دغاباز اور مکّار کو کہتے ہیں

خصم۔ عربی میں بمعنی دشمن ہے مگر اُردو میں خاوند بمقابل جورو کے ہے جو سب سے پیارا ہے تماشا۔ سیر۔ عربی میں صرف بمعنی رفتار ہے اُردو والے کیفیت بہار اور میلے کے معنی میں بولتے ہیں

اِخلاص۔ عربی میں خالص کرنیکو کہتے ہیں۔ اُردو میں پیار۔ اخلاص اور محبت کے معنی میں آتا ہے۔

خیرات۔ عربی میں بمعنی نیکیاں۔ اُردو میں بمعنے دان پُن اور صدقہ

تکرار۔ عربی میں بمعنی دوبارہ کہنا یا کام کرنا۔ اُردو میں جھگڑے ٹنٹے کو کہتے ہیں

طوفان۔ عربی لفظ ہے فارسی میں طُغیانی اور افراط کے معنے میں آتا ہے۔ اُردو میں بمعنی تہمت بھی آتا ہے خفیف۔ عربی میں ہلکی شئے کو کہتے ہیں۔ اُردو میں شرمندہ اور تھوڑا تھوڑا کے معنی میں بھی آتا ہے۔ پُورہ میں خوش ہونے کے معنی میں بولتے ہیں جیسے اُنکی چِٹھی آئی ہم بہت کھیپ (خفیف) جھل (بھجے یعنے ہوے)۔

مصالح۔ جمع مصلحت ہے اُردو میں سامان عمارت اور گرم مصالح کو کہتے ہیں۔

خاطر۔ عربی فارسی میں دل یا خیال کے معنی میں آتا ہے اُردو میں بمعنی پاس لحاظ۔ مُدارات برتا جاتا ہے۔

روزگار فارسی میں زمانہ کو کہتے ہیں۔ اُردو میں نوکری کو بولتے ہیں۔

دستوری۔ رُومال۔ رسد وغیرہ الفاظ جن معنی میں یہاں بولے جاتے ہیں یہیں کا ایجاد ہے

(۵۳) جس طرح اُردو نے ہندی الفاظ کے تلفظ اور معنی میں تصرف کیا ہے اسی طرح عربی فارسی الفاظ کے معنی کے علاوہ اُنکی صورت بھی بدل دی ہے اور یہ تصرف عوام الناس کے بدولت ہوا ہے جو اُنہیں اکثر بولتے ہیں اور برتتے ہیں مگر انہیں سے بعض الفاظ خواص کے روزمرہ میں بھی داخل ہوگئے ہیں مثلاً

کیف کہ اصل میں قیف تھا		ٹکنا۔ ٹکھنا کہ اصل میں مقنہ تھا	
جچّہ	زچہ	ہاکلا	باقلا
پچاوہ	پزاوہ	خطّامہ	قُطّامہ
تلفہ	خُرفہ	سرداوا	سردابہ
کلاوہ	کلافہ	ارداوہ	آردآبہ
کلپ	کلف	شُروا	شوربا۔ شورابہ
بلیتہ	فلیتہ	کھیسا	کیسہ
پوتہ	فوطہ [زمین ارجا اصل زمین کے معنی میں بھی بولتے ہیں]	ٹاٹ بافی	تاربافی
پوتہ دار	فوطہ دار	کہگل	کاہ گل

ہمام دستہ کہ اصل میں ہاون دستہ ہے		تانے تشنے	طعن وتشنیع
بجاز	بزاز	تاشہ	تاسہ
قبور	قربوس	سہ بندی	سپہ بندی
دسپنا	دست پناہ	غرفش	غرش
مرداز سنگ	مردہ سنگ	افراتفری	افراط تفریط
گدڑی	گدڑی (شام کا بازار)	قلانچ	قلاش . قلاچ (دُڑکی [illegible]
زری کوتا	زری کہنہ	جھبہ	جبہ
سیست	مسیح	ختنہ	گتکہ
تار تلا	تارِ طلا		

غیر ملک میں غیر زبان کی داخل ہونے کے فایدے اور نقصان

(۵۴) غیر ملک میں دوسری زبان کے داخل ہونے سے جس طرح اُس ملک کی زبان کے ہزاروں عام فہم الفاظ متروک ہو جاتے ہیں اور وہ خیالات غیر ملک کی زبان کے توشہ خانہ سے لفظی لباس پہن لیتے ہیں۔ اسیطرح جن دو تین ملتے ہوے خیالوں کے واسطے ملکی زبان میں ایک ہی لفظ ہوتا ہے اُن خیالوں کے لئے وہ غیر زبان اپنے ہاں سے لفظی لباس مہیا کر دیتی ہے اسکے سوا اور بہت سے اپنے ہاں کے نئے نئے خیالات اُسمیں داخل کر کے ملکی زبان کو وسیع کر دیتی ہے اور اکثر ملتے ہوے خیالوں میں بخوبی تمیز کر دیتی ہے مثلاً سنسکرت اور ہندی میں گائے بھینس۔ بکری گھوڑے اور گدھے کے ناخن کو اکُشُر اور کھر کہتے ہیں اور فارسی کی بدولت ان جانوروں کے ناخنوں میں لفظی تمیز ہوگئی ہے کہ جن جانوروں کے چرے ہوی ناخن

ہیں وہ [illegible] کہلاتے ہیں اور نکے پاؤں جیسے ہوئے نہیں ہیں انکو سُم کہتے ہیں پیر

[illegible] دو [illegible] کے [illegible] لگے [illegible] ناخن کو کھر

بولتے [illegible] ۔ اور آدمی کے خصیہ نکالنے کو

[illegible] اخذ کرنا ۔ اور خود [illegible] اور لکھتے ہیں ۔

(۵۵) [illegible] سلطنت کا ایک خاص اثر ہوتا ہے ۔

ایک زمانہ میں [illegible] لاکھوں ہندی خیال کے ہندی قالبوں کو بدل کر

فارسی عربی قالب اُنکو پہنا دئے تھے اور جو خیال پہلے سے اُنکی زبان میں موجود تھے

اُنکے قالبوں کو اپنے دربار میں عزت دیکر ہندی خیال کے قالبوں کو شہر بدر کر دیا تھا

چنانچہ اُنمیں سے بہت سے تو آجتک اپنے قدیم بزرگوں یعنے ہندوؤں ۔ دیہاتیوں ۔

کبت کے لکھے بڑھوں کے گھروں اور گودیوں میں کھیلتے پھرتے ہیں اور کچھ

جنگلوں میں ٹکرا کر مر گئے چنانچہ کہیں کہیں اُنکی ہڈیاں یعنی مرکب لفاظ میں کوئی جزو

پائے جاتے ہیں ۔ اور کچھ آوارہ گرد ہو گئے ۔ اب جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ۔ دوں ہو دل

اُن ادارہ گردوں کے خون معاف ہوتے گئے یہانتک کہ اب ایک ایسا زمانہ آیا کہ حکمان

انگریز نے بی عربی فارسی کو اپنے دربار سے جلاوطن کر کے پھر اُسی پرانی ہندوستانی

بولی کو [illegible] دربار میں دخل دیا چنانچہ اب روز بروز عربی فارسی قالب ہمارے ہندوستان

[illegible] ہوتے جاتے ہیں اور اُنکی جگہ کچھ تو وہ گڑے مردے اُکھاڑ کر قایم کئے

[illegible] اور بہت سے اُنکی انگریزی زبان کے الفاظ رواج پاتے جاتے ہیں ۔ گو

[illegible] انگریز کا یہ منشا ہے کہ ہمیں کی عام فہم زبان کے ذریعہ سے تمام قانونی

[illegible] اصطلاحات یہاں پھیلائی جائیں ۔ مگر آجکل کی زبانمیں زبردستی قدرتی تغیر

پیدا کرتے والے لوگ رسوخ کی طمع میں ہزاروں انگریزی الفاظ ادھر ادھر سے خواہ مخواہ ہماری اُردو زبان میں ٹھونسے چلی جاتے ہیں اور سوای لاکھ دو لاکھ آدمیوں کے ہندوستان کے کروڑوں آدمیوں کو ایک پیشانی میں ڈالتے ہیں۔ جو کوئی خیال زبان میں موجود تھا اور اُسکے لئے اُردو میں اچھا لفظ نہ بن سکے تو بیشک اُسکے واسطے انگریزی لفظ زبان میں داخل کرنا بیجا نہیں ہے۔ اور جو چیز یہاں نہیں ہوتی اور وہ کسی ولایت سے آتی ہے وہ تو اپنا نام خواہ مخواہ اپنے ساتھ لاتی ہے اور اُسی نام سے پکاری جاتی ہے گو آخر کو وہ نام بگڑ کر ملکی رنگت قبول کر لیتا ہے چنانچہ ہزاروں چیزیں جو یہاں موجود نہ تھیں اُنکی انگریزی ہی نام بولے جاتے ہیں اور سب سے زیادہ کپڑوں کے نام ہیں بعض نام تو ایسے ہو گئے ہیں کہ وہ یہیں کے سے معلوم ہونے لگے ہیں مثلاً لٹھا۔ ڈمٹی۔ لالٹین۔ ڈپٹی۔ رپٹ۔ لاٹھ۔ سنتری۔ درجن۔ رنگروٹ۔ سلیج دگاڑی۔ ٹون ٹوٹی۔ وغیرہ جو اصل میں بالترتیب لونگ کلوتھ۔ ڈمٹی۔ لینٹرن۔ ڈپیوٹی۔ رپورٹ۔ لورڈ۔ سینٹری۔ ڈزن۔ ریکروٹ۔ سلیج۔ ٹون ڈیوٹی۔ وغیرہ ہیں۔

Long cloth, Dimity, Lantern,
Deputy, Report, Lord, Sentry,
Dozen, Recruit, Sledge, Town duty

(۵۶) صاحبان انگریز کے زمانہ میں ہماری اس اُردو زبان کو نئے نئے خیالوں میں ہوئی اور ہوتی چلی جاتی ہے بیسیوں علوم و فنون کا اسمیں ترجمہ ہو گیا ہے ... بکہ ترجمہ نے بہت سی اصطلاحیں اصل زبان کی اختیار کر لی ہیں گو اصطلاحات ... کرنا کوئی آسان بات نہیں ہو مگر جہاں تک کوشش کی جاتے اور اُنکے ترجمے ہو ... (ے) -

ہندی - انگریزی عام فہم الفاظ میں سے کوئی مفرد یا انکا مرکب لفظ اختیار کرلیا
جاوے تو وہ بہ نسبت اصل اصطلاح کے آسان اور عام فہم رہیگا جیسا کہ بعض
اُردو الفاظ محکمہ انجنیری میں اختیار کئے گئے ہیں مثلاً سڑک کے ڈھلان کو
سلامی اور بارہ مہینے سڑک کوٹنے والوں کو بارہ ماسیہ اور بڈّھے کھودتے
ہیں جو مٹی کا منارہ گھرائی ناپنے کے واسطے چھوڑ دیتے ہیں اُسکو مٹام بولتے
ہیں یا صاحبان انگریز کا غذ دبانے کی چیز کو دبونی - میز وغیرہ جھاڑنے کے کپڑے
کو جھاڑن بولتے ہیں یا محکمہ ڈاک یا تار میں بہت سے الفاظ فارسی ہندی
کے میل سے بنے ہیں مثلاً ڈاکخانہ یا ڈاک گھر - ڈاک منشی - ڈاک گاڑی - ڈاکیہ -
یا چٹھی رساں - تار - یا تار برقی - تار گھر

اس سے ثابت ہے کہ زباں میں مادہ تو موجود ہے مگر لوگ اُس سے کام لینے کی
تکلیف گوارا نہیں کرتے اور پکی پکائی کھانے کو موجود ہیں - کاش اقلیدس کے
خط کی جگہ لکیر نقطہ کی جگہ بندی - طول کی جگہ لنبائی - عرض کے واسطے
[illegible] جگہ چوکھونٹ - مثلث کی جگہ تکھونٹ - مسدس کی جگہ چھ کونیا
[illegible]سطے پچکونیا - مثمن کے لئے اٹھوانس جو معماروں کا عام لفظ ہے
[illegible]نہ - اختیار کیا جائے تو طالب علموں کے ذمہ آدھا بوجھ صرف
[illegible]نے کا رہجائے - لفظ سمجھنے اور یاد کرنے کی دقت سے تو چھوٹیں -
[illegible]ظ خواہ وہ کسی زبان کے ہوں اور کثرت استعمال سے اب اُردو میں عام
[illegible] اُنکے میل جول سے ہر قسم کی اصطلاح بنائی جائے - جبکہ کسی زبان کی
[illegible]ظ سے اُس اصطلاح کے پورے معنی مفہوم نہیں ہوتے تو اسی طرح

ہمپر بھی فرض ہے کہ ایک ولفظ ہر اصطلاح کے واسطے اختیار کریں اور وہ اصطلاح
بہ سبب اپنی زبان کے عام فہم الفاظ میں سے بننے کے بہت جلد رائج ہو جائیگی
اور طالب علموں کو علوم وفنون حاصل کرنے میں بڑی آسانی ہوگی چنانچہ ڈاکٹر
فیلن صاحب مرحوم نے اپنی ہندوستانی انگریزی ڈکشنیری میں عربی فارسی اور
سنسکرت علوم کے اصطلاحوں کے برابر بہت سی اصطلاحوں کا ہندی اُردو میں ترجمہ کر کے
لکھا ہے +

علوم وفنون کے ترجموں کے سوا نازک خیالات کے ترجمہ کرنے کی بھی قوت ہماری
زبان میں پیدا ہوتی جاتی ہے۔ رہی نظم اسنے البتہ بہت تھوڑی ترقی کی
ہے کاش ہماری اُردو نظم اول سے ہی ہماری ہندی نظم کو اپنا رہنما بناتی تو
کاہے کو آج عشق کے پھندے میں پھنسکر یوں گمراہ ہو جاتی اور اس طرح
داغ بدنامی اپنے سر دھرتی۔ بلکہ جس طرح عشقیہ مضامین ادا کرنے میں کامل
ہوگئی ہے اسی طرح ہر مضمون لکھنے اور ہر خیال باندھنے پر قادر ہوتی خیر
اب ہوا سو ہوا۔ مگر نظم کی کشتی کو بھی پار لگانا زبان کی تکمیل
اثر کو عام میں پھیلانے کی نظر سے بہت ضرور ہے چنانچہ تھوڑ
ہولرائڈ صاحب ڈایرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب نے اسکی طرف بھی توجہ

اہل زبان کی برابر غیر ملک والا صحیح اور با محاورہ نہیں بو

(۵۶) ہر زبان میں کچھ خصوصیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ بغیر وہاں پیدا ہو
وہ زبان ہے یا بچپن سے ہی سننے کے نہیں آسکتیں مثلاً لب ولہجہ کہ
غیر ملک والے کبھی نہیں حاصل ہو سکتا اگر سے کا حل

یا نہوتا یہچانا جاتا ہے

کسی زبان کے اکثر محاوروں - اصطلاحوں - کہاوتوں اور قصوں کہانیوں سے جب ہی بخوبی واقفیت ہوسکتی ہے جب اکثر موقعونپر اُنکے برتاؤ اور کہنے سُننے میں شریک ہوگا اور یہ بات بغیر وہاں پیدا ہوے یا وہانکا باشندہ بنے نہیں آسکتی کیونکہ محاوروں - اصطلاحوں - کہاوتوں وغیرہ کی زبان بہت مختصر اور سلیس ہوتی ہے - جو معنی اُن سے مُراد رکھے جاتے ہیں وہ انکے الفاظ سے نہیں نکل سکتے ہیں کیونکہ کہیں صفت سے موصوف مراد ہوتی ہے - اور کہیں ظرف سے مظروف کہیں فاعل محذوف ہے - تو کہیں مبتدا - غرض اُنکی عبارت ایسی چھوٹی اور مختصر ہوتی ہے کہ اُسکو اہل زبان بار بار بولنے سے جلد سمجھنے کے عادی ہوجاتی ہیں اور غیر قوم والا بغیر بتائے کبھی نہیں سمجھ سکتا اور پھر بھی اُسکے کل موقعونپر حاوی نہیں ہوسکتا

(۵۷) اگرچہ ایک لفظ ایک ہی معنی کے واسطے وضع کیا گیا ہے اور گو اُسکی کئی معنی اور مختلف لفظوں کے ساتھ مستعمل ہونے سے ہوجاتے ہیں مگر بعض وقت اُسکے مختلف معنی صرف تغیر لہجہ کے سبب سمجھے جاتے ہیں اور اس تغیر لہجہ کی واقفیت اہل زبان کے سوا دوسرے کو ہونی بہت مشکل ہے مثلاً اُردو لفظ اچھا کے کئی معنی تغیر لہجہ سے ہوگئے ہیں جیسے تعجب اور حیرت کی حالت صرف اچھا کو کھینچکر کہنے سے ظاہر ہوتی ہے اور اقرار کی حالت اُسکو ذرا آہستہ بولنے سے -

(۵۸) یورپین اور اہل پنجاب نے اُردو زبان میں بہ سبب درباری زبان ہونے کے بہت ہی کمال پیدا کیا ہے اور اس زبان کو اکثر انگریز اور پنجابی اچھی

طرح لکھ پڑھ سکتے ہیں مگر جب وہ بولتے ہیں تو اُنکے لہجہ سے اُنکا اہل زبان نہ ہونا اسیوقت
معلوم ہو جاتا ہے دوسرے جب وہ کچھ لکھتے ہیں تو بعض محاوروں کے اُلٹ پلٹ
کر دینے کے علاوہ مذکر کو مونث اور مونث کو مذکر لکھ دیتے ہیں اور مذکر مونث
کی تمیز ہونی اُردو دانی کی بہت بڑی دلیل ہے گویا مذکر مونث کا ٹھیک ٹھیک
استعمال کرنا اُردو کی ایک بڑی خصوصیت سے واقفیت رکھتا ہے

صاحبان انگریز۔ کرانی۔ نیم ٹرانگریزی خواں۔ اور بنگالی لوگ ہندی اسم صفت
کے ساتھ بلا ضرورت والا کا لفظ لگا کر اسم صفت کی جگہ بولتے ہیں حالانکہ والا
کا لفظ اسم کے ساتھ اسم صفت بنانے کے واسطے لگایا جاتا ہے چنانچہ بڑا
بوٹ لاؤ کی جگہ بڑا والا بوٹ لاؤ۔ چھوٹا آم یا کیلا چاہیئے کی جگہ
ہم چھوٹے والا آم یا کیلا مانگتا ہے + چپ رہو کی جگہ چپ لگاؤ
یا چپ چپ کرو +

بعض نووارد یورپین اپنا مطلب اُردو میں لفظی ترجمہ کرکے ادا کرتے ہیں مثلاً
وہ اس طرح اپنے بہرہ کو حکم دیا کرتے ہیں "بہرا! صاحب! ہم ہمارا
گھوڑا (رائے جھامہ) مانگتا ہے" یہ لوگ نووارد ہونے یا اُردو سے کم واقفیت
رکھنے کے سبب بری الالزام ہیں زیادہ تر الزام کے قابل وہ لوگ ہیں جو اپنی
زبان جانتے ہیں اور پھر صاحب لوگ بننے کی ہوس میں خواہ مخواہ کر[illegible] اردو
بولنے لگتے ہیں۔

اپنی زباں کو سب اچھا جانتے ہیں

(۵۹) جس طرح ہر شخص اپنا وطن خواہ وہ ایک چار جھونپڑیوں کا گاؤں

یا لاکھوں گھروں حویلیوں اور دکانوں کی آبادی ہو وہاں پیدا ہونے اور مدت
تک رہنے کے سبب بہت ہی پیارا اور بھلا لگتا ہے۔ گو گاؤں میں کھانے کو
چنے بھی نہ ملیں اور شہر میں دودھ ملائی ہی چٹ کئی جاؤ مگر پھر گاؤں والا اپنی
ہی گاؤں کی تعریف کرتا ہے حالانکہ شہر وہ جگہ ہے جہاں سے گاؤں والوں
کی ہزاروں حاجتیں رفع ہوتی ہیں یہی حال زبان کا ہے کہ ہر مقام والا اپنی بولی
کی تعریف کرتا ہے اور دوسری زبان کو بخوبی نہ سمجھنے کے سبب برا اور واہیات بتا
تا ہے حالانکہ عمدہ وہ زبان ہے جسمیں ہر قسم کا مطلب ادا ہو سکے اور جسکو لاکھوں بولتے
ہوں اور یہ بات شہروں اور قصبوں کی بولیوں میں اکثر ہوتی ہے اس پر بھی ملک
کی زبانوں میں سے جو زبان درباری قرار پا جائیگی وہ سب سے عمدہ اور اعلی گنی جائیگی۔
جس زبان کو لاکھوں آدمی بولتے ہیں اُس کے الفاظ ایسے چھوٹے چھوٹے۔
پیارے اور منجھے ہوئے ہو جاتے ہیں جیسے پہاڑوں کے بڑے بڑے۔ ٹیڑھے
ترچھے۔ چوڑے چپٹے کھردرے پتھر پہاڑی ندیوں کے پانی کی رگڑ سے گول
مول۔ چکنی چکنی بٹیاں بنجاتی ہیں اور جسطرح اُن بٹیوں کے اُٹھا لیجانے کو ہر
مسافر کا جی چاہتا ہے اسی طرح اُس منجھی ہوئی بولی کو ہر ایک بھلا کہتا ہے
اور اُسکے بولنے اور پڑھنے کو ہر ایک [illegible] ہے

زبان کا تغیر تبدل

یہ کہاوت مشہور ہے کہ دو [illegible] بارہ کوس پر [illegible] بدل لیتی ہے" حالانکہ
[illegible] بنا جس بات سے مراد ہے وہ بارہ کوس [illegible] ادا کیا جاتا ہے [illegible] سکتا
[illegible] کچھ فرق بارہ کوس پر بھی زبان میں [illegible] ایک زبان میں [illegible]

ﯾﻮﺍﮞ ﺩﻭﺭ۔ ۱۸۵۸ﻉ ﺳﮯ ﺗﺎ ﺣﺎﻝ (۱۹۳۳ﻉ) ﺍﺱ ﻣﯿﮟ ﺻﺪ
ﺍﻧﮕﺮﯾﺰﯼ ﮐﯽ ﺗﺮﺍﺵ ﺧﺮﺍﺵ ﺍﻭﺭ ﮐﺎﭦ ﭼﮭﺎﻧﭧ ﺳﮯ ﺍُﺭﺩﻭ ﺯﺑﺎﻥ ﮐﮯ ﺧﺪ
ﻣﯿﮟ ﭘﮭﻞ ﺑﮭﯽ ﺁﮔﯿﺎ ﯾﻌﻨﯽ ﯾﮧ ﺯﺑﺎﻥ ﺑﮭﯽ ﺩﻧﯿﺎ ﮐﯽ ﺍﻭﺭ ﺯﺑﺎﻧﻮﮞ ﮐﯽ ﻃﺮﺡ
ﭨﮑﻠﯽ۔ ﺩﺭﺑﺎﺭﯼ ﺍﻭﺭ ﻋﻠﻤﯽ ﺳﻤﺠﮭﯽ ﺟﺎﻧﮯ ﻟﮕﯽ +

ﺍُﺭﺩﻭ ﺯﺑﺎﻥ ﮐﯽ ﻭﺳﻌﺖ ﺍﻭﺭ ﭘﮭﯿﻼﺅ

(۶۵) ﺍﺏ ﯾﮧ ﺯﺑﺎﻥ ﺩﺭﺑﺎﺭﯼ ﺍﻭﺭ ﻋﻠﻤﯽ ﮨﻮﻧﮯ ﮐﮯ ﺳﺒﺐ ﮨﻨﺪﻭﺳﺘﺎﻥ ﮐﮯ ﺑﮩﺖ ﺑﮍﮮ ﺣﺼّﮯ ﻣﯿﮟ ﺑﻮﻟﯽ ﻟﮑﮭﯽ ﺍﻭﺭ ﺳﻤﺠﮭﻨﮯ ﺟﺎﻧﮯ ﻟﮕﯽ ﮨﮯ۔ ﺑﻨﮕﺎﻟﮧ ﺳﮯ ﭘﻨﺠﺎﺏ ﺗﮏ۔ ﻧﯿﭙﺎﻝ۔ ﺑﮭﻮﭨﺎﻥ ﺳﮯ ﻣﯿﺴﻮﺭ ﺍﻭﺭ ﺣﯿﺪﺭﺁﺑﺎﺩ ﮐﮯ ﺩﮐﻦ ﺗﮏ ﺳﻤﺠﮭﯽ ﺍﻭﺭ ﻟﮑﮭﯽ ﺟﺎﺗﯽ ﮨﮯ۔ ﺩﻥ ﺑﺪﻥ ﻣﺪﺭﺳﻮﮞ۔ ﮐﭽﮩﺮﯾﻮﮞ ﺍﻭﺭ ﺍﺧﺒﺎﺭﻭﮞ ﮐﮯ ﺳﺒﺐ ﺍِﺱ ﺯﺑﺎﻥ ﮐﯽ ﺗﺮﻗﯽ ﮨﻮﺗﯽ ﺟﺎﺗﯽ ﮨﮯ۔ ﺳﺐ ﺳﮯ ﺯﯾﺎﺩﮦ ﮨﻨﺪﻭﺳﺘﺎﻥ ﺷﻤﺎﻟﯽ ﮐﮯ ﺷﮩﺮﻭﮞ ﺍﻭﺭ ﻗﺼﺒﻮﮞ ﮐﮯ ﺑﺎﺷﻨﺪﮮ ﺍُﺭﺩﻭ ﺯﺑﺎﻥ ﺑﻮﻟﺘﮯ ﺍﻭﺭ ﻟﮑﮭﺘﮯ ﮨﯿﮟ۔ ﻣﮕﺮ ﺩﯾﮩﺎﺕ ﻣﯿﮟ ﻭﮦ ﮨﯽ ﺍﭘﻨﯽ ﮨﻨﺪﯼ ﺑﻮﻟﯽ ﯾﺎ ﺟﻮ ﺍُﺱ ﺩﯾﮩﺎﺕ ﮐﯽ ﺑﻮﻟﯽ ﮨﮯ ﺑﺮﺍﺑﺮ ﺳﺐ ﻟﻮﮒ ﺑﻮﻟﺘﮯ ﭼﺎﻟﺘﮯ ﮨﯿﮟ ﺍﻭﺭ ﺍُﺳﯽ ﮐﮯ ﺫﺭﯾﻌﮧ ﺳﮯ ﺳﺐ ﺍﭘﻨﺎ ﮐﺎﻡ ﺩﮬﻨﺪﺍ ﭼﻼﺗﮯ ﮨﯿﮟ۔

ﭼﺮﻧﺠﯽ ﻻﻝ ﺩﺭﮔﺎﮦ ﻧﻈﺎﻡ ﺍﻟﺪﯾﻦ ﺍﻭﻟﯿﺎء۔ ﺩﮨﻠﯽ

۵۔ ﺍﭘﺮﯾﻞ۔ ۱۹۳۳ﻉ

ﻣﻄﺒﻊ ﺭﺿﻮﯼ ﺩﮨﻠﯽ ﻣﯿﮟ ﺳﯿّﺪ ﻣﯿﺮ ﺣﺴﻦ ﮐﮯ ﺍﮨﺘﻤﺎﻡ ﺳﮯ ﻃﺒﻊ ﮨﻮﺋﯽ

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۹	بنتے	بن جاتی
۱۰	۶	سی	اسی
״	״	بزو	جزو
״	۱۵	ڈو	اُردو
۱۱	۳	سکٹ	سکت
״	۱۹	جھاڑو	جھاڑو کو
۱۲	۱	چونگ	چونک
۱۵	۶	is come	comes
		here	there
״	۸	بگرو	بگڑ
۲۰	۱۱	رمُوسی	رُوسی
۲۱	۲	ہیں	ہیں
۲۵	۱	[illegible]	[illegible]
۲۶	۱۴	پراکت	پراکرت
״	۱۵	پراکرت	پراکرت
۲۸	۱	ہوگئے	رہ گئے
۳۰	۱۸	پراگرت	پراکرت
۳۱	۱	پراگرت	پراکرت
״	۶	سب	سبب
۳۲	۴	برجھ	برچھ
۳۵	۶	زبابوں	زبانوں
۳۷	برحاشیہ	شروع	شرح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۲	پھیلیں	پھیلی
۴۰	۲	ناری	نار
۴۲	۱۹	مشہور	مشہور ہیں
۴۵	۱	سب	سبب
۴۶	۱۲	سکھنی	سیکھنی
۴۷	۴	धायै	धायौ
״	۶	[illegible]	[illegible]
۴۸	۱۱	زبابوں	زبانوں
۴۹	۹	سکھنی	سیکھنی
۵۱	۱۲	زنان	زبان
״	۱۳	ہندی	ہندی ہیں
۵۷	۱۹	کراوت	کروت
۵۹	۱۹	سیاہی	سیاہی
۶۵	۱۲	ڈالناں	ڈالنا
۶۶	۱۲	انچ	آنچ
۶۸	نوٹ میں	[illegible]	[illegible]
۷۰	۱۷	اُرد	اُڑد
۷۲	۱۷	میں	ہیں
۸۲	۱	نہوتا	نہونا
״	۵	رکھتا	رکھنا

فقیر چند صاحب ہیڈ کلرک دفتر ڈاکٹر فیلن مرحوم مولف ہندوستانی انگریزی ڈکشنریات کی رائے

...بت من - آپ جو اپنی تصنیف موسومہ اُردو زبان کی تاریخ پر مجھسے رائے طلب کرتی ہین
...بخوشی تمام حسب ارشاد اُس کتاب کی نسبت اپنا مافی الضمیر ظاہر کرتا ہون - اس نسخہ
...تیب مین آپ ایک عرصہ سی مصروف ہین اور حقیقت ڈاکٹر فیلن صاحب کی ملازمت
...بھی یہی مضمون زیر نظر رہا - اس سبب سے مین بادی النظر مین کہہ سکتا ہون کہ یہ
...ب بہت ہی عمدہ ہوگی - عمدہ ہر خاص و عام کے واسطے نہین - مگر جو شخص علم زباندانی
...ق اور کوائف لسان کی طرف توجہ لی رکھتا ہے اُسکے واسطے اُردو مین اُردو
...ن کا یہ اول ہی رسالہ ہی جو اوسکو واسطے اکثر مقام پر خوشگوار اور مرغوب ماغی غذا رکھتا ہے
...ت کا نام ہی خوبی مضامین و درستی تحریر کا کفیل ہی -

... اکثر مقامات اُسکے سُنے ہین اور بعض بچشم خود دیکھے اور سب بمقتضائے موقع و حالات غور
...سب کو اپنی رائے کی موافق درست جانتا ہون - اور تسلیم کرتا ہوں - کوئی امر قابل اعتراض
...نہیں ہی جو نفس مضمون پر حرف لائے بیشک [illegible] تالیف میں آپنے از حد عرقریزی
...محنت شاقہ کی ہی - ایسی تصنیف و تالیف کا ثمرہ [illegible] اسکے کیا ہو سکتا ہی کہ چند خاص اشخاص
...ت عالی طبع اہل زبان اُسکے معائنہ سی حظ [illegible] جائین - آیندہ خوض کرنیکا شوق پیدا
... آپکی محنت کی داد دین اور اپنی جلسوں میں [illegible] بخیر آپکو یاد کرین - اور مین جانتا ہون کہ
...پ غنیمت سمجھینگے - کیونکہ عوام کی دلگی کے لائق یہ مضمون نہین ہے - ....

....

.... نیازمند فقیر چند یکم ستمبر ۱۸۸۴ء

اشتہارات کتب

کتب مفصلہ ذیل نقد قیمت روانہ کرنے پر سید میر حسن صاحب مالک مطبع رضوی ۔ یا بابو چرنجی لال مالک مطبع محب ہند فیض بازار دہلی سے مل سکتی ہین ۔

(۱) تعلیم النسا ۔ تعلیم نسوان ہین بطرز جدید معہ تذکرہ نامور عورات ہندوستان و حکایات عجیب و غریب ۔ قیمت مع محصول ۸

(۲) سگھڑ سہیلی با تصویر ۔ عورتون کی تعلیم و تقلین و معاملات خانہ داری کے خطوط و خاص بیگمات قلعہ دہلی کی زبان لب و لہجہ اور محاورات مین ۔ ولائیتی کاغذ ہے سیر امپوی سی چھپائی ۲۔ محصول ۔

(۳) تاریخ ترک ہند ۔ ترجمہ سنسکرت اسمین مہابھارت کی لڑائی کے بعد سے اس زمانہ تک راجاؤن ۔ بادشاہون وغیرہ کا ذکر ہے ۔ قیمت مع محصول ۴

(۴) نفائس التواریخ ۔ اسمین پچاسی حکمائے قدیم یونان و فارس کا معہ انکی تصنیفات کے تذکرہ ہے ۔ قیمت مع محصول ۶

(۵) اُردو زبان کی تاریخ ۔ مولفہ بابو چرنجی لال مالک مطبع محب ہند دہلی جسمین عموماً زبان کی اصلیت اور خصوصاً اُردو زبان کی ہیت اور ترقی کا حال ہے ۔ قیمت مع محصول ۸

(۶) رسالہ ہندوستانی پہیلیان ۔ اسمین سادی پہیلیان ۔ بوجھ دار پہیلیان ۔ گونگی پہیلیان ۔ نغز ۔ معمے ۔ دوسخنہ ہندی ۔ کہہ مکریان ۔ نسبتین وغیرہ مصنفہ حضرت امیر خسرو ۔ بیربر ۔ ظفر ۔ سودا وغیرہ شعرا عورتون بچون اور زمینداروں کی تقریباً ایک ہزار کے ہین ۔ قیمت مع محصول ۲

اشتہار کتب قانونی موجودہ زیر طبع مطبع محب ہند فیض بازار دہلی

شرح قانون معاہدہ یعنی ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء جون سنہ ۱۸۸۲ء سے بطور رسالہ ماہواری طبع ہو رہی ہے اور اب ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء سے مطبع محب ہند فیض بازار دہلی [illegible] ایک نئی اور مکمل شرح ہے ۔ ہر حصہ کی قیمت ۶ محصول ار ۔ پانچ حصہ چھپ چکے ہین ۔ کامل کتاب کی پیشگی قیمت ۔

شرح قانون رجسٹری یعنی ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء تیار ہو گئی ہے

[illegible]